عنبر ناگ ماریا
(قسط نمبر ۳۵)
اوپر موت نیچے موت
PDFBOOKSFREE.PK
(اے حمید)

اوپر موت نیچے موت

فہرست

☆ کالے جنگلی
☆ آگ میں زندہ
☆ شگفتہ کہاں گئی؟
☆ آدم خور سردار
☆ خونی ہاتھی
☆ موت کی شرط
☆ جادوگرنی سے ملاقات
☆ اوپر موت' نیچے موت
☆ خنجر مار دو
☆ شیر آیا تھا

سنو پیارے بچو!

شکنتلا اور عنبر آدم خوروں کے جزیرے سے نکل کر سمندر میں سفر کرتے ہوئے ہندوستان کے ساحل کے ساتھ آن لگتے ہیں۔ یہاں جنگل میں ناٹے قد کے جنگلی ان کو پکڑ کرلے جاتے ہیں۔ ان وحشیوں کو معلوم ہی نہیں کہ شکنتلا ان کے راجہ کی بیٹی ہے وہ انہیں پکڑ کر سردار کے پاس لے جاتے ہیں سردار ان کو ہلاک کر دینے کا حکم دیتا ہے۔ عنبر سردار کو شکست دیتا ہے۔ یہاں خونی ہاتھی حملہ کرتا ہے۔ عنبر اکیلا خونی ہاتھی کا مقابلہ کر کے اسے ہلاک کر دیتا ہے۔

کالے جنگلی

وحشی لوگ شکنتلا اور عنبر کو لے کر جنگل میں سے گزر رہے تھے۔ خوف سے شکنتلا کا رنگ زرد تھا۔ عنبر نے چلتے چلتے اسے تسلی دی کہ وہ گھبرائے بالکل نہیں۔ مگر شکنتلا پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا۔ ناٹے قد کے سیاہ فام وحشی ان دونوں کو گھور گھور کر دیکھ رہے تھے۔ ان کی زبان مشکل تھی۔

وہ کبھی کبھی آپس میں بات کر لیتے تھے۔ عنبر ان کی زبان اپنی خفیہ

طاقت کی وجہ سے سمجھ ضرور رہا تھا۔ پر اسے سمجھنے میں کچھ دقت محسوس ہو رہی تھی۔ یہ زبان آریاؤں سے پہلے کی زبان تھی بلکہ فرعونوں کے مصر سے بھی پہلے کی زبان تھی۔ وحشی ننگے انہیں دھکیل دھکیل کر آگے لیے جا رہے تھے۔ وہ کسی وقت ہنس کر بھی بات کر لیتے۔ ایک وحشی نے دوسرے سے کہا:

''راجہ سے کہہ کر میں اس عورت کو اپنی بیوی بنا لوں گا۔''

دوسرا بولا:

''میں اس نوجوان کو اپنا غلام بناؤں گا۔''

عنبر نے خدا کا شکر ادا کیا کہ شکنتلا ان کی زبان نہیں سمجھتی تھی، نہیں تو اس کا یہ باتیں سن کر اور زیادہ برا حال ہوتا۔ عنبر نے جب راجہ کا لفظ سنا تو وہ چونکا۔ اسے شک ہوا کہ وہ ہندوستان کے ساحل پر ہی آن لگا ہے۔ اس نے شکنتلا سے اپنی زبان میں کہا کہ یہ وحشی لوگ انہیں کسی راجہ

کے پاس لے جا رہے ہیں اور اس کے خیال میں راجہ صرف ہندوستان میں ہوتے ہیں۔ چنانچہ یہ ملک ہندوستان ہی ہے۔ شکنتلا کو بھی ذرا سا حوصلہ ہوا کہ وہ اپنے وطن میں تو ہے۔ اگر چہ اسے ابھی تک کچھ معلوم نہیں تھا کہ وہ اپنے وطن میں تو ہے۔ اگر چہ اسے ابھی تک کچھ معلوم نہیں تھا کہ یہ جنگلی اور وحشی لوگ ان کے ساتھ کیا سلوک کرنے والے ہیں۔ جنگل میں آم اور املی کے بے شمار گھنے درخت تھے۔ یہ درخت ہندوستان میں بڑے عام ہوتے تھے۔

شکنتلا نے عنبر سے کہا:

''بھائی بھگوان جھوٹ نہ بلوائے یہ ہندوستان ہی ہے۔''

عنبر بولا:

''میرا اپنا بھی یہی خیال ہے۔''

شکنتلا نے کہا:

"مگر عنبر بھائی یہ وحشی لوگ ہمیں کہاں لیے جا رہے ہیں؟"

"راجہ کے پاس۔ فکر نہ کرو، راجہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔"

"بھگوان کا شکر ہے کہ تم میرے ساتھ ہو نہیں تو جانے میرے ساتھ یہ جنگلی لوگ کیا سلوک کرتے۔"

وحشی لوگ عنبر اور شکنتلا کو کسی اور زبان میں باتیں کرتے دیکھ کر بڑے حیران ہو رہے تھے۔ وہ آپس میں کہتے کہ دیکھو یہ دونوں کس بے فکری سے باتیں کر رہے ہیں۔ انہیں پتہ ہی نہیں کہ ان کے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔ اب عنبر کو تشویش ہوئی کہ یہ جنگلی لوگ ان کے ساتھ کس قسم کا سلوک کرنے والے ہیں۔ اسے اپنی تو فکر نہیں تھی۔

ڈر تھا تو شکنتلا کا تھا۔ اس کی موجودگی میں تو دنیا کا کوئی شخص شکنتلا کو تکلیف نہیں پہنچا سکتا تھا۔ لیکن ایسا بھی ہو سکتا تھا کہ شکنتلا کو لے جا کر قید کر دیا جائے اور پھر اسی قید میں اسے مار ڈالا جائے۔ ایسی

صورت میں بے چارہ عنبر اس کے لیے کیا کر سکتا تھا بھلا۔

بہر حال عنبر یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ قسمت میں ابھی کیا کیا لکھا ہے۔ جنگل گھنا ہوتے ہوتے زیادہ گہرا ہو گیا۔ یہاں موسم گرم مرطوب تھا۔ مچھر ان کے سروں پر چکر لگاتے ساتھ ساتھ جا رہے تھے۔ ایک جگہ عنبر نے مور کو دیکھا جو اپنے نیلے رنگ کے خوبصورت پنکھ کھولے ایک درخت کے نیچے مزے سے ناچ رہا تھا۔ عنبر نے شکنتلا کو ناچتا مور دکھایا۔

مگر شکنتلا کو حسین مور دیکھ کر بھی کوئی خوشی نہ ہوئی وہ اپنے انجام کے بارے میں بڑی پریشان تھی۔

کئی درختوں پر عنبر نے سبز رنگ کے سانپوں کو ہری بھری بیلوں کی طرح لٹکتے دیکھا۔ اب کیا ہوا کہ درختوں کے نیچے سے گزرتے ہوئے ایک سانپ نے ایک وحشی کی گردن پر ڈس دیا وہ ایک دم زمین پر بیٹھ گیا۔

دوسرے وحشی نے خنجر نکال کر ڈسنے والی جگہ پر زخم لگایا اور پھر زہر

چوس کر تھوک دیا۔ تیسرے وحشی نے ایک سانپ کو تیر مار کر نیچے گرا لیا
اس کی گردن کاٹ کر الگ کر دی اور دھڑ اس وحشی کو دے دیا جسے
سانپ نے کاٹا تھا۔ وحشی عنبر اور شکنتلا کے سامنے دیکھتے دیکھتے اسے
چبا کر کھا گیا۔

سانپ کے کھاتے ہی وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور جنگل میں سفر شروع کر دیا
عنبر نے ان وحشی لوگوں کی عقل مندی کی داد دی کہ کتنی جلدی انہوں
نے موت کو بھگا دیا۔ چلتے چلتے وہ ایک ندی پر آ گئے۔ یہ ندی چھوٹی سی
تھی اور بل کھاتی گزر رہی تھی۔ ندی کے کنارے بڑی بڑی گھاس اگی
تھی جس میں اگر آدمی چھپ جائے تو کسی کو ڈھونڈے سے بھی نہ ملے
عنبر نے دیکھا کہ وحشی ان جھاڑیوں سے بچ کر چل رہے تھے۔
خدا جانے وہ کسی جانور سے خوف زدہ تھے۔ یہ مگر مچھ نہیں ہو سکتا تھا۔
کیونکہ مگر مچھ دریاؤں میں ہوتا ہے۔ وہ ندی کنارے نہیں آتا۔ عنبر

نے شکنتلا سے کہا کہ یہ لوگ کسی جانور سے خوف زدہ ہیں۔ وحشی لوگ
چلتے چلتے ایک دم رک گئے اور فضا میں تھوتھنیاں بلند کر کے کچھ سونگھنے
کی کوشش کرنے لگے۔ ایک وحشی نے اونچی آواز میں کہا:

"درختوں پر چڑھ جاؤ۔"

اس کیساتھ ہی وہاں بھگدڑ مچ گئی۔ فوراً جنگل میں شیر کی دھاڑ گونجی اور
ایک زرد دھاریوں والا خونخوار شیر جھاڑیوں میں سے چھلانگ لگا کر
باہر نکلا۔ وحشی کچھ درختوں پر چڑھ گئے تھے اور کچھ ابھی زمین پر ہی
تھے۔ عنبر نے خدا کا شکریہ ادا کیا کہ وہ شکنتلا کو لے کر ایک درخت پر
چڑھ چکا تھا۔ شیر نے دھاڑتے ہی ایک وحشی کو منہ میں دبوچ لیا۔ وحشی
بڑا بہادر تھا۔ اس نے کھلے ہاتھ سے خنجر شیر کے پیٹ میں گھونپنا شروع
کر دیا۔ مگر شیر بھلا خنجروں سے کہاں مرتا ہے۔ ویسے شیر گھبرا ضرور گیا
اس نے جنگلی کو منہ سے نکال کر پھینک دیا اور پھر ایسے زور سے پنجہ مارا

کہ وحشی کی گردان اڑ گئی۔

یہ سارا تماشہ دوسرے وحشی درختوں پر بیٹھے دیکھ رہے تھے۔انہوں نے شیر پر بے شمار تیر چلائے مگر شیر صاف بچ گیا۔شیر نے مردہ وحشی کو تو اسی جگہ چھوڑا اور اچھل کر ایک دوسرے وحشی کو پکڑ لیا جو ایک درخت کی نیچی شاخ پر بیٹھا شیر پر تیر چلا رہا تھا۔وحشی کی چیخ سے جنگل گونج اٹھا۔شیر نے وحشی کو گردان سے دبوچا اور اسے گھسیٹتا ہوا جنگل میں گم ہو گیا۔دوسرے وحشی اس پر تیر برساتے رہے مگر شیر صاف نکل گیا۔

شیر کے جاتے ہی سارے کے سارے وحشی درختوں پر نیچے اتر آئے انہوں نے اپنے ساتھی کی گردان کٹی لاش کو اٹھا کر ایک درخت کے نیچے لٹایا۔اوپر ادھر ادھر سے خشک پتے اکٹھے کر کے ڈالے اور آگے چل دیے۔

جیسے کچھ ہوا نہیں تھا۔ان میں کسی نے شیر کا پیچھا کر کے اسے مارنے یا

اپنے دوسرے ساتھی کی موت کا بدلہ لینے کی کوشش نہ کی۔وہ شگنتلا اور عنبر کو ساتھ لے ایک بار پھر جنگل میں روانہ ہو گئے۔اب وہ چھوٹے چھوٹے ٹیلوں میں سے گزر رہے تھے۔یہ ٹیلے ہری بھری جھاڑیوں سے بھرے ہوئے تھے۔ایک ہرن جھاڑیوں میں سے نکل کر چوکڑیاں بھرتے بھاگا تو ایک وحشی نے تیر مار کر اسے زخمی کر کے گرا لیا۔پھر اسے اٹھا کر اپنے کندھے پر ڈال لیا۔

ایک بولا:

"آج اسے بھون کر کھائیں گے۔"

دوسرے نے کہا:

"میں نے تو سانپ کا ناشتہ کر لیا ہے۔"

تیسرے نے کہا:

"اگر میں تمہارا زہر نہ چوستا تو تم مر گئے ہوتے۔"

دوسرا بولا:

"میں تمہیں اس کے بدلے میں مور کا گوشت کھلاؤں گا۔"

عنبر کو اب یقین ہو گیا تھا کہ وہ ہندوستان کے ملک میں داخل ہو چکے ہیں۔ کیونکہ مور بھی ہندوستان میں ہی ہوتا ہے۔ اس نے ایک وحشی سے آخر پوچھ ہی لیا کہ کیا اس ملک کا نام ہندوستان ہے۔ سارے کے سارے وحشی عنبر کو اپنی جنگلی زبان میں بات کرتے دیکھ کر دنگ رہ گئے اور کھڑے ہو گئے۔

ایک وحشی نے پوچھا:

"تم نے ہماری زبان کہاں سے سیکھی ہے؟"

عنبر نے کہا:

"میں چھوٹا سا تھا جب اس جگہ آیا تھا یہاں رہا تھا۔ میں نے یہاں کی زبان سیکھ لی تھی۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ہندوستان ہی ہے۔"

وحشی نے کوئی جواب نہ دیا۔ بلکہ چیخ کر دوسرے وحشیوں سے کہا:

"یہ شخص مجھے کوئی بدروح معلوم ہوتی ہے۔"

دوسرا بولا:

"ان دونوں کو اسی جگہ ختم کر دو۔"

تیسرے نے کہا:

"نہیں نہیں' انہیں راجہ کے پاس لے جاؤ۔ راجہ کو پتہ چل گیا تو وہ ہم پر ناراض ہو گا۔ ہم ان دونوں کو راجہ کے حوالے کر کے اس سے انعام حاصل کریں گے۔ کیونکہ اس عورت کو تو راجہ بڑا خوش ہو کر اپنی بیوی بنا لے گا۔"

"ٹھیک ہے' ہم اس طرح کریں گے۔"

"لیکن اگر ہم انہیں قتل کر دیں تو راجہ کو کانوں کان خبر نہیں ہو گی۔ اس طرح اس ملک میں ایک بدروح نہیں آنے پائے گی۔"

"اسے ختم کر دیں گے۔"

ایک وحشی نے کہا:

"یہ بھی تو سوچو کہ ان دو بدروحوں کا قتل ہم اپنے اوپر کیوں لیں؟ کیوں نہ انہیں راجہ کے سامنے پیش کر کے اسے کہیں کہ یہ دونوں بدروحیں ہیں اور انہیں ہلاک کر دیا جائے۔"

"یہ بات اچھی ہے۔"

عنبر نے خدا کا شکر ادا کیا کہ بات ٹل گئی۔ نہیں تو شگفتہ کو بچانے کے لئے بڑی مشکل ہو جاتی۔ اب جنگل میں ایک گول دائرے کی قسم کا چھوٹا سا میدان آ گیا۔

اس میدان میں درختوں کے نیچے جگہ جگہ لمبوتری چھتوں والی جھونپڑیاں بنی ہوئی تھیں۔ کہیں کہیں سے دھواں بھی اٹھ رہا تھا۔ ننگ دھڑنگ کالے کالے بچے جھونپڑیوں سے باہر کھیل رہے تھے۔

شگفتہ نے کہا:

"بھگوان کا شکر ہے کہ ہم آخر یہاں پہنچ گئے۔ میرا تو چل چل کر سخت برا حال ہو گیا تھا۔"

عنبر نے کہا:

"میں خود چل چل کر تنگ آ گیا تھا۔ کم بخت جانے کہاں سے آئے ہیں۔ میرا خیال ہے یہ ان کا قبیلہ ہے یہاں ان کا راجہ رہتا ہو گا۔"

"ہاں یہ راجہ ہمارے ساتھ کیا سلوک کرے گا؟"

"ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا ہے وہ ہمیں قید میں ڈال دے اور پھر کسی روز ہمیں دیوتا کے آگے قربان کر دے۔"

"ہائے میں مر گئی۔ بھگوان کے لیے ایسی باتیں نہ کرو۔"

عنبر نے ہنس کر کہا:

"تم بہت جلد ڈر جاتی ہو۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میں نے ہر مشکل

میں تمہیں موت کے منہ سے بچایا ہے۔ اچھا دیکھتے ہیں کہ یہاں کیا تماشہ ہوتا ہے۔"

وحشی لوگ انہیں لے ایک جھونپڑی کے باہر رک گئے۔ پھر ایک وحشی نے زور سے ڈھول بجایا۔ ڈھول کی آواز سن کر جنگلیوں کا راجہ جھونپڑی سے باہر نکل آیا۔

یہ راجہ ایک سیاہ رنگ کا ہٹا کٹا ڈاکوؤں کی شکل ایسا آدمی تھا۔ اس نے اپنی لال لال آنکھوں سے عنبر اور شکنتلا کو دیکھا اور ریچھ کی طرح ہنس کر بولا:

"عنبر سمجھ گیا کہ راجہ شکنتلا کو ضرور اپنی بیوی بنا کر چھوڑے گا۔ یہ نہیں ہو سکتا تھا۔ کیونکہ شکنتلا پہلے ہی ایک راجہ کنور کی بیوی ہے اور اس کا ایک بچہ بھی تھا۔ عنبر نے شکنتلا کو ظالم راجے کی قید سے بچانے کا فیصلہ کر لیا۔

وحشیوں نے راجہ کو سارا کچھ ہی بتا دیا کہ یہ شخص انکی جنگلی زبان

بھی سمجھتا ہے اور یہ دونوں کوئی بدروح ہیں۔ کیونکہ شیر نے ان پر حملہ نہیں کیا تھا۔ یہ سن کر کہ عنبر جنگلیوں کی زبان جانتا ہے۔ راجہ اس کے قریب آ گیا۔ اس نے عنبر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھا اور کہا:

"تم کون ہو؟ تم ہماری زبان کس طرح جانتے ہو؟"

عنبر نے مسکرا کر کہا:

"راجہ میں بچپن میں یہاں اپنے باپ کے ساتھ آیا تھا۔ مجھے بچپن ہی سے یہ زبان یاد ہو گئی تھی۔"

"جھوٹ بولتے ہو تم۔" راجہ نے چلا کر کہا۔ "تم بدروح ہو۔ تم ہمارے قبیلے میں نحوست اور بیماری پھیلانے آئے ہو۔ تمہیں آگ میں ڈال کر ہلاک کر دیا جائے گا۔ اور اس عورت سے ہم شادی کریں گے۔"

شکنتلا نے عنبر سے پوچھا کہ راجہ کیا کہہ رہا ہے۔ عنبر نے اسے بتایا

کہ راجہ کہہ رہا ہے۔ میں شکنتلا سے بیاہ کروں گا۔ شکنتلا رونے لگی:

"عنبر بھائی مجھے اس ظالم وحشی سے بچالو۔ میں اپنے خاوند کی وفادار بیوی ہوں۔ میں اپنے راج کنور کے ہوتے ہوئے مر سکتی ہوں مگر دوسری شادی نہیں کر سکتی۔"

"حوصلہ رکھو شکنتلا! میں ایسا نہیں ہونے دوں گا۔"

پھر عنبر نے راجہ سے کہا:

"اے راجہ، تم مجھے بے شک بدروح جان کر آگ میں ڈال دو مگر اس عورت سے شادی مت کرو۔ کیونکہ اس کی شادی ہو چکی ہے اور اس کا ایک بچہ بھی ہے۔ یہ اگر ملک ہندوستان ہے تو اسی ملک کی ایک ریاست کا راجہ اس عورت کا خاوند ہے۔ یہ اس راجہ کی رانی ہے۔"

وحشی راجہ قہقہہ لگا کر ہنس اور شکنتلا کی طرف دیکھ کر بولا:

"ہم اس آکاش کی اپسرا سے ضرور شادی کریں گے۔"

اس نے اسی وقت اعلان کر دیا:

اس نوجوان کو آگ میں ڈالنے اور اس عورت سے ہماری شادی کی تیاریاں شروع کر دی جائیں۔"

"جو حکم مہاراج۔"

جنگلیوں نے دونوں کو لے جا کر الگ الگ جھونپڑوں میں رسیوں میں جکڑ کر قید کر دیا۔ باہر عنبر کے لیے ایک گڑھا کھود کر اس میں درخت کاٹ کاٹ کر لکڑیاں ڈالی جانے لگیں۔ راجہ کی پہلی بیویاں اور دوسری عورتیں شکنتلا کو جھونپڑی میں نکال کر دلہن بنانے لے گئیں۔ شکنتلا روتی چلاتی رہی۔ مگر کسی نے اس کی ایک نہ سنی۔ اس نے دور ہی سے روتے ہوئے عنبر کو آواز دی۔

"عنبر بھائی بھگوان کے لیے میری مدد کرو۔ نہیں تو میں خودکشی کر لوں گی۔"

عنبر نے شگفتہ کی فریاد سن لی تھی اور دل میں پکا عہد کر لیا تھا کہ وہ شگفتہ کو بچائے گا بھی اور اس راجہ کو تھوڑا سا مزہ بھی چکھائے گا۔ وہ جھونپڑی کے فرش پر اس طرح بیٹھا تھا کہ اس کے دونوں ہاتھ باندھ کراسے زمین میں کھونٹا گاڑ کر جکڑ دیا گیا تھا۔

اب وقت کم رہ گیا تھا۔ کیونکہ راجہ نے شگفتہ سے بیاہ کی پوری تیاریاں فٹافٹ شروع کر دی تھیں۔ ادھر زمین کے گڑھے میں لکڑیاں ڈال کر انہیں آگ لگا دی گئی تھی۔ لکڑیاں دھڑا دھڑ جلنا شروع ہو گئی تھیں۔

عنبر سمجھ گیا تھا کہ اسے اس وقت آگ میں ڈالا جائے گا جب لکڑیاں ساری کی ساری جل کر سرخ کوئلہ بن جائیں گی۔

وہ اپنے بارے میں ذرا بھی فکر مند نہیں تھا۔ اسے اگر کوئی فکر تھی تو صرف شگفتہ کی تھی کہ وہ کہیں گھبرا کر کوئی ایسی ویسی حرکت نہ کر بیٹھے۔

چونکہ وہ بڑی نیک شریف اور وفادار بیوی تھی۔ اس لیے اسے

خطرہ تھا کہ کہیں چپکے سے خودکشی ہی نہ کرے جو عنبر کسی حالت میں بھی گوارا نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے بیٹھے بیٹھے اپنے بندھے ہوئے ہاتھوں کو جھٹکا دے کر رسیاں توڑ ڈالیں۔ وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اتنے میں دو وحشی اندر آ گئے۔ انہوں نے عنبر کو آزاد دیکھ کر شور مچا دیا عنبر کو پھر جکڑ دیا گیا۔

آگ میں زندہ

دوپہر کو عنبر جھونپڑے سے باہر لایا گیا۔

دو کالے جنگلیوں نے اسے پکڑ رکھا تھا اور اسے آگ کے گڑھے کی
طرف لے جا رہے تھے۔ خونخوار راجہ ایک اونچی کرسی پر بیٹھا تھا۔
شگفتہ کو جھونپڑے میں زبردستی دلہن بنایا جا رہا تھا۔

راجہ نے حکم دیا:

"اس بدروح کو آگ میں ڈال دو تاکہ دیوتا خوش ہوں اور ہمارا
قبیلہ بیماری اور نحوست سے بچ جائے۔"

لکڑیاں گڑھے میں ساری کی ساری جل چکی تھیں اور اب وہاں سرخ

رنگ کے بڑے بڑے انگارے دہک رہے تھے۔ یہ آگ اتنی شدید
تھی کہ اس کے قریب نہیں کھڑا ہوا جاتا تھا۔ سارے وحشی پرے
پرے کھڑے تھے۔ راجہ کا حکم سن کر دو وحشیوں نے عنبر کو لمبے لمبے
نیزوں سے آگ کی طرف دھکیلنا شروع کر دیا۔ عنبر اگر چاہتا تو
نیزے چھین کر ان وحشیوں کو قتل کر سکتا تھا۔ لیکن اس نے جان بوجھ کر
ایسا نہ کیا۔ وہ اس وحشی راجہ کو آگ میں زندہ رہنے کی کرامت دکھانا
چاہتا تھا۔ تاکہ وہ اسے دیوتا سمجھنے لگے اور یوں شگفتہ کی جان بھی بچ
جائے گی۔

عنبر اپنے آپ آگ کی طرف چل پڑا۔ وہ آگ کے دہکتے ہوئے
گڑھے کے کنارے کھڑا ہو گیا۔ اس نے پلٹ کر راجہ کی طرف دیکھا۔
وہاں آگ کی تپش اتنی زیادہ تھی کہ کوئی انسان وہاں ایک پل کے لیے
بھی نہیں ٹھہر سکتا تھا۔ لیکن عنبر بڑے سکون سے کھڑا تھا۔

عنبر نے راجے سے کہا:

"اے راجہ میری بات کو کان کھول کر سن۔ تو مجھے آگ میں زندہ جلا کر بھسم کرنا چاہتا ہے۔ تو نے میرے لیے آگ کا یہ دوزخ تیار کیا ہے۔ تو اس جگہ آ کر ایک بھی سانس نہیں لے سکتا جہاں میں بڑے آرام سے کھڑا ہو کر تجھ سے بات کر رہا ہوں۔ سن میں ابھی تمہاری آگ میں اتر جاؤں گا۔ میں ان سرخ کوئلوں پر جا کر بیٹھ جاؤں گا اور آگ میں زندہ ہوں گا۔ اور مجھے کچھ نہیں ہوگا۔ اس لیے کہ تم لوگ عام آدمی ہو اور میں دیوتا ہوں۔ ہاں میں دیوتا ہوں تم نے مجھے آگ ڈالنے کا حکم دے کر گستاخی کی ہے تمہیں اس کی سزا دی جائے گی۔ لو اب اپنی آنکھوں سے دیکھ کہ میں دیوتا ہوں اور تو نے مجھے سزا کا حکم دے کر کتنا بڑا گناہ کیا ہے۔"

یہ کہہ کر عنبر بڑے آرام کے ساتھ یوں جلتے ہوئے دہکتے انگاروں پر

اتر گیا۔ جس طرح کوئی آدمی پانی کے تالاب میں اتر جاتا ہے عنبر بڑے سکون سے دہکتے انگاروں پر آلتی پالتی مار کر اپنا منہ راجہ کی طرف کر کے بیٹھ گیا۔ آگ نے عنبر کے جسم کا ایک بال تک نہیں جلایا تھا۔ آگ دہک رہی تھی اور عنبر آگ میں بڑے سکون کے ساتھ بیٹھا تھا۔

یہ تماشہ دیکھ کر وحشی تو دم بخود ہو کر رہ گئے۔ ان میں دہشت کی ایک لہر دوڑ گئی۔ کئی جنگلی سجدے میں گر گئے۔ راجہ اپنی اونچی کرسی پر سے اٹھ کھڑا ہوا عنبر نے آگ پر بیٹھے بیٹھے اونچی آواز میں کہا:

"راجہ تم نے وہ کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے۔ جسے تم نے زندگی میں کبھی نہیں دیکھا تھا۔ تم دیکھ رہے ہو کہ آگ دھڑ ادھڑ دوزخ کی طرح دہک رہی ہے۔ اگر تم اس اگ میں جنگل کا سب سے بڑا ہاتھی بھی ڈال دو تو وہ جل بھن کر پکوڑا بن جائے گا۔ لیکن آگ نے مجھے کچھ نہیں کہا۔ اس لیے کہ میں انسان نہیں ہوں، بلکہ ایک دیوتا ہوں۔

اب اگر میں چاہوں تو تم تمہیں وہاں کھڑے کھڑے اٹھا کر اس آگ میں پھینک سکتا ہوں اور تم ایک سوکھے پتے کی طرح اس آگ میں جل جاؤ گے۔ بولو کیا میں اٹھاؤں تجھے؟"

راجہ نے دور ہی سے ہاتھ جوڑ کر سر جھکاتے ہوئے کہا:

"مجھے معاف کر دوا ے عظیم معاف کر دو۔ مجھ سے غلطی ہو گئی۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ آپ ایک بہت بڑے دیوتا ہیں۔ میں اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہوں۔ مجھے معاف کر دو آپ آگ سے باہر آ جائیں۔ میں آپ کے پاؤں چھونے کے لیے بے تاب ہوں"

عنبر نے آگ پر بیٹھے بیٹھے کہا:

"اب تمہیں ہوش آ گیا ہے۔ اگر پہلے ہی اس کام سے باز آ جاتے تو کتنا اچھا تھا۔"

راجہ نے کہا:

"مہاراج اگر آپ حکم کریں تو میں ان سارے جنگلیوں کو آگ میں جھونک دیتا ہوں۔ جنہوں نے آپ کو پکڑ کر میرے سامنے لانے کی جرات کی تھی۔"

عنبر نے کہا:

"ان کا قصور نہیں ہے انہوں نے تو وہی کیا جو تم نے انہیں کہہ رکھا تھا۔ وہ بے گناہ ہیں۔ اچھا اب میں تمہارا قصور بھی معاف کرتا ہوں۔"

عنبر دہکتے ہوئے انگاروں پر سے اٹھ کر آگ سے باہر آ گیا۔ جوں ہی وہ باہر آیا سارے کے سارے جنگلی اس کے آگے سجدے میں گر گئے۔ وہ یہ دیکھ کر ششدرہ گئے تھے کہ اتنی زیادہ آگ میں رہ کر اس شخص کا ایک بال تک نہیں جھلسا۔ آگ نے اسے کچھ بھی نہیں کیا تھا۔

"عنبر نے کہا"

جو کہ ان کا بھگوان بنا ہوا تھا۔ کہ میں تم کو ایک شرط پر معاف کروں گا۔

کہ تم شکنتلا کو چھوڑ دو۔ میں نے تم سے کہا تھا کہ شکنتلا کی پہلے شادی
ہو چکی ہے اور اس کا ایک بچہ بھی ہے۔"

راجہ نے اسی طرح ہاتھ باندھ کر کہا:

"مہاراج شکنتلا آج سے میری بہن ہے۔ اگر میں اس پر آنکھ ڈالوں
تو میری آنکھ پھوٹ جائے۔"

راجہ نے حکم دیا کہ شکنتلا بہن کو بڑی عزت کیساتھ لایا جائے۔
شکنتلا اسی وقت آ گئی۔ وحشی اس کے آگے بھی سر جھکا رہے تھے۔

شکنتلا نے پوچھا:

"یہ کیا کایا پلٹ ہو گئی بھائی عنبر؟"

عنبر نے کہا:

"وہی ہوا جو میرے ساتھ اکثر ہوتا رہتا ہے کہ پہلے لوگ مجھے قتل
کرنے کے لیے بھاگتے ہیں اور پھر میرے آگے ہاتھ باندھ کر سر جھکا

کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ انہوں نے مجھے آگ میں بھسم کرنے کی
کوشش کی تھی۔ آگ نے مجھے کچھ نہ کہا کیونکہ میں کسی درویش کی دعا
سے زندہ ہوں۔ یہ لوگ مجھے دیوتا سمجھنے لگے ہیں۔"

شکنتلا نے کہا:

"ان سے پوچھو کہ یہ ملک کون سا ہے اور ہماری ریاست یہاں سے
کتنی دور ہے۔ ان سے سوائے اس کے ہم کوئی اور کام نہیں لے
سکتے۔"

عنبر بولا:

"ہاں شکنتلا بہن تم نے جواب یاد دلایا۔ میں ابھی راجہ سے ساری
بات کرتا ہوں۔"

راجہ بڑی عزت کیساتھ عنبر اور شکنتلا کو اپنے خاص جھونپڑے میں لے
گیا۔ جہاں زمین پر شیر اور ہرن کی قیمتی کھالیں بچھی ہوئی تھیں۔

راجہ نے جھک کر کہا:

''مہاراج' تشریف رکھیں۔''

عنبر اور شکنتلا شیر کی کھال پر بیٹھ گئے۔ ان کے بیٹھنے کے بعد راجہ بھی ان کے پاس ہی بیٹھ گیا۔ عنبر نے پہلا سوال کیا کہ یہ کون سا ملک ہے؟

راجہ نے کہا:

''اے عظیم دیوتا' یہ ہندوستان ہے اور ہم اس ملک کے مشرقی ساحل پر ہیں۔ اس سے آگے پہاڑ ہیں' میدان ہیں جنگل ہیں ہم ادھر کبھی نہیں گئے سنا ہے کہ ادھر بھی بہت قبیلے آباد ہیں یہ بتائیں کہ آپ کہاں سے آئے ہیں؟''

عنبر نے کہا:

''اے راجہ' اب میں تمہیں اصل بات بتاتا ہوں۔ میں کوئی دیوتا نہیں ہوں بلکہ ایک تمہاری طرح کا عام انسان ہوں مجھ میں تجھ میں فرق

صرف اتنا ہے کہ میرے اندر ایک خاص طاقت ہے جو مجھے دہکتی آگ میں بھی زندہ رکھتی ہے۔ یہ میری بہن شکنتلا ہے۔ یہ اس ملک ہندوستان کی ایک ریاست کی راجہ کنور کی بیوی ہے اس کی ریاست پہاڑ ہمالیہ کے دامن میں ہے۔ میں اسے اس کے گھر کے جا رہا تھا کہ سمندر میں طوفان آگیا۔ ہم ایک جزیرے پر پہنچے جس کے راجہ نے ہمیں کشتی دے کر اس طرف روانہ کر دیا۔''

راجہ کہنے لگا:

''آپ نے ٹھیک کہا اے عظیم انسان' یہاں سے ایک دن اور ایک رات کے سفر پر سمندر میں ایک جزیرہ ہے جہاں سنا ہے کہ آدم خور وحشی رہتے ہیں۔ کیا آپ کے ساتھ انہوں نے برا سلوک تو نہیں کیا؟'

عنبر نے کہا:

''میرے سامنے انہوں نے بھی ہتھیار پھینک دیے تھے۔ وہ مجھے مارنا

چاہتے تھے مگر نہ مار سکے اور ڈر گئے۔ پھر انہوں نے ہماری بڑی آؤ
بھگت کی۔ تم یہ بتاؤ کہ ہمالیہ پہاڑ یہاں سے کتنی دور ہے؟"

راجہ بولا:

"ہمالیہ پہاڑ سنا ہے کہ یہاں سے بہت دور ہمارے قبیلے کا کوئی آدمی
آج تک اس پہاڑ تک نہیں پہنچا۔ کہتے ہیں کہ ہمالیہ پر سارا سال
برف جمی رہتی ہے اور اس کے دامن میں چاندی کے چشمے بہتے ہیں
اور درختوں پر سونے کے پنکھ لگتے ہیں۔"

عنبر نے مسکرا کر کہا:

میں نے آج تک ایسا کوئی درخت نہیں دیکھا جس کی ڈالیوں پر سونے
کے پنکھ لگتے ہوں؛ بہر حال ہمیں اسی ہمالیہ پہاڑ کے دامن میں جانا
ہے۔ وہاں ایک ریاست ہے جس کا نام کیا ہے۔ شکنتلا؟"

شکنتلا نے کہا:

"ہماری ریاست کا نام امی سارا ہے۔"

راجہ بولا:

"اے میری نیک بہن، میں نے اس ریاست کا نام کبھی نہیں سنا۔ لیکن
ہم آپ کو ایک ایسے راستے پر ضرور ڈال دیں گے جو یہاں سے
دریاؤں کی وادی کو جائے گا۔ ہمالیہ تک کا سفر بڑا لمبا ہے۔ وہاں تک
پہنچنے کے لیے کئی ماہ لگ جائیں گے، اگر آپ گھوڑوں پر سفر کریں گے
تو شاید ایک مہینے میں پہنچ جائیں۔

لیکن راستے میں بڑے خطرناک جنگل آئیں گے۔ آدم خور قبیلے ملیں
گے طوفانی دریا آئیں گے۔ صحرا بھی شاید آئے۔ جہاں رات دن گرم
آندھیاں چلتی رہتی ہیں۔ اگر آپ نے حوصلہ نہ ہارا تو ایک نہ ایک
دن اپنی پر ضرور پہنچ جائیں گے۔"

عنبر نے کہا:

"ہم حوصلہ ہارنے والے نہیں ہیں۔ ہم نے طوفانی سمندروں میں سفر کیا ہے۔ ہم نے آدم خور قبیلوں کو اپنا غلام بنایا ہے۔ ہم ہمالیہ کو کیا سمجھتے ہیں۔ ہم منزل تک پہنچ کر ہی دم لیں گے۔"

راجہ بولا:

"بھگوان آپ کے ساتھ ہوگا میرے آقا۔"

عنبر اور شکنتلا نے چار پانچ روز اس قبیلے میں بسر کیے۔ راجہ نے ان کی بڑی خدمت کی۔ انہیں خوب پھل، جنگلی شہد اور اعلیٰ قسم کی مچھلیوں کے کباب کھلائے۔ شکنتلا کی صحت اچھی ہوگئی۔ ایک روز انہوں نے وہاں سے چلنے کا منصوبہ بنایا۔

عنبر نے راجہ سے کہا:

"اے راجہ! ہمارا ارادہ ہے کہ کل، صبح سورج نکلنے سے پہلے پہلے ہم اپنے سفر پر روانہ ہو جائیں۔ یہ بتاؤ کہ تم ہماری سواری کے لیے کیا

بندوبست کر سکتے ہو؟"

راجہ نے کہا:

"کاش میں آپ کے لیے گھوڑوں والے رتھ کا بندوبست کر سکتا۔ مگر میں مجبور ہوں۔ یہاں گھوڑے نہیں ہوتے۔ میرے پاس چند گدھے ہیں۔ اگر آپ پسند کریں تو میں تین گدھے آپ کی خدمت میں پیش کر سکتا ہوں۔"

عنبر نے کہا:

"میں تمہارا شکر گزار ہوں گا۔ گدھے ہمیں سفر میں کافی مدد دے سکتے ہیں۔ کم از کم شکنتلا پیدل چلنے سے بچ جائے گی۔"

دوسرے روز راجہ نے ایک گدھے پر عنبر اور شکنتلا کے سفر کے واسطے کھانے پینے کا سامان لدوا دیا۔ ان میں سوکھی مچھلی تھی۔ شہد کا ایک مرتبان تھا پھل تھے اور شکر قندی تھی۔ ایک گدھے پر شکنتلا بیٹھ گئی اور

دوسرے گدھے پر عنبر بیٹھ گیا۔ انہوں نے راجہ سے اجازت لی اور ہمالیہ کے پہاڑ کی طرف اپنے طویل سفر پر روانہ ہو گئے۔

قبیلے والوں نے انہیں جنگل میں جس راستے پر ڈالا تھا۔ وہ شام کو ایک پہاڑی کے دامن میں بہتے دریا پر آنکلا۔ دریا کا پاٹ زیادہ چوڑا نہیں تھا۔ مگر پانی کافی تیزی سے بہہ رہا تھا۔ عنبر پل کی تلاش میں نکلا آخر انہیں اوپر کی جانب لکڑی کا ایک پل مل گیا جو بانس جوڑ کر بنایا گیا تھا۔ انہوں نے دریا عبور کر لیا۔ گدھے پل پر جاتے ڈرتے تھے لیکن عنبر انہیں کھینچ کر لے گیا۔ دریا پار کرنے کے بعد وہ ایک میدان میں آ گئے۔

سورج غروب ہونا شروع ہو گیا تھا۔

سفر چھوڑ کر وہ رات بسر کرنے کے بارے میں سوچنے لگے۔ انہیں ایک جگہ چٹیل سا ٹیلہ دکھائی دیا۔ اس ٹیلے پر انہوں نے رات بسر کرنے کے لیے ڈیرے ڈال دیے۔ رات کو عنبر نے آگ روشن کر دی تاکہ جنگلی جانور ادھر کا رخ نہ کر سکیں۔ ساری رات جنگل کی طرف سے شیر کی آواز آتی رہی۔

شکنتلا کہاں گئی؟

شکنتلا شیر کی آواز سن کر رات بھر ڈرتی رہی۔

دن چڑھا تو عنبر نے درختوں کے نیچے بہتی ندی پر جا کر غسل کیا۔ پھر انہوں نے گدھے کے جھولے میں سے خشک مچھلی اور جوار کی روٹی کے خشک ٹکڑے نکال کر ناشتہ کیا۔ اب انہیں پھر سفر پر چلنا تھا۔ ابھی انہیں بہت دور جانا تھا۔ سفر میں یہ ان کی پہلی رات تھی۔ عنبر خدا سے دعا مانگتا تھا کہ اے خدا یہ سفر خیر و خیریت سے کٹ جائے۔ اسے اپنی

فکر نہیں تھی۔ فکر تھی تو شکنتلا کی تھی۔

کیونکہ وہ قدم قدم پر ڈر کر حوصلہ ہار دیتی تھی۔ اس نے شکنتلا سے بھائی بن کر وعدہ کیا تھا کہ وہ اسے بہن سے ملنے سے پہلے اس کے گھر ضرور چھوڑ کر آئے گا۔ وہ ہر حالت میں اپنا وعدہ نبھانا چاہتا تھا۔

دھوپ نکل آئی جنگل اور میدان میں ہر طرف روشنی پھیل گئی دور تک اونچے نیچے ٹیلے بکھرے پڑے تھے۔ ان ٹیلوں کے بیچ میں چھوٹے چھوٹے درختوں کے ذخیرے تھے۔ ان درختوں کی چھاؤں میں بہنے والی جنگلی ندیوں کا پانی گدلا سا تھا۔ ان میں پہاڑوں کی گیروی مٹی کا رنگ ملا ہوا تھا۔ چشمہ یہاں کہیں بھی نہیں تھا۔ موسم گرم تھا۔ دن میں دھوپ چبھنے لگتی۔ رات کو حبس ہو جاتا اور لمبے لمبے مچھر کاٹتے۔ رات کو مچھروں سے بچنے کے لیے انہوں نے پاس ہی تھوڑی سی آگ جلائی تھی جس میں سے دھواں اٹھتا رہا اور وہ مچھروں سے بچے رہے۔

ناشتے وغیرہ سے فارغ ہو کر وہ گدھوں پر سوار ہوئے اور
پھر سفر پر آگے کو چل پڑے۔ گدھے بھی دانہ دنکا کھا کر تازہ دم ہو چکے
تھے۔ شگفتا رات والے شیر سے گھبرا رہی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ جو
شیر رات کو بولتا رہا تھا۔ وہ ضرور کسی نہ کسی جھاڑی میں چھپا ہو گا۔ عنبر
نے اسے بتایا کہ دن کو شیر اپنی کچھار سے بہت کم نکلا کرتے ہیں۔ شیر
رات کو شکار کرتا ہے اور پھر شکار کے بعد آرام کرتا ہے۔ پھر بھی شگفتا
ڈرتی رہی۔ چلتے چلتے وہ کافی دور نکل گئے۔ وہ چھوٹے چھوٹے ٹیلے
اور جنگلی ندی نالے عبور کر رہے تھے۔ راستے میں انہیں کہیں بھی کوئی
آبادی دکھائی نہ دی۔ آج سے دو اڑھائی ہزار برس پہلے ہندوستان
میں بہت کم آبادی تھی۔

اس زمانے میں دنیا میں کہیں بھی آبادی زیادہ نہیں تھی۔ چند ایک
بڑے بڑے شہر آباد تھے۔ اور جنگلوں میں وحشی لوگوں کے قبیلے تھے۔

جو انسان کے خون کے پیاسے ہوتے تھے۔ وہ مسافروں کو لوٹ کر قتل
کر دیتے تھے۔ عنبر کو ایسے کئی جنگلیوں سے پالا پڑ چکا تھا۔ اس لیے تیار
تھا۔ اس کی وجہ سے شگفتا کو بھی بہت حوصلہ ہوا تھا۔ اس کی جگہ کوئی دوسرا
ہوتا تو شگفتا کبھی سفر پر نکلنے کی جرات نہ کرتی۔ اس کے علاوہ عنبر کی
پراسرار خفیہ طاقت سے بھی واقف ہو چکی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ خواہ
کتنی ہی بڑی مصیبت کیوں نہ پڑ جائے عنبر اسے بچا لے گا۔

وہ ٹیلوں کی وادی سے نکل کر ایک میدان میں آ گئے جہاں اونچے
اونچے درختوں کے سایہ دار جھنڈ دور تک چلے گئے تھے۔ شگفتا اور عنبر
دونوں ہی ان راستوں سے واقف نہیں تھے۔ یہ سارے علاقے ان
کے لیے اجنبی تھے۔ شگفتا تو اپنی ریاست سے کبھی باہر نہیں گئی تھی۔
عنبر نے بھی پہلی بار اس علاقے میں قدم رکھا تھا کہ افریقہ کی طرح
ہندوستان کے جنگل بھی آدمخور وحشیوں اور خونخوار شیر، ہاتھی اور چیتوں

سے بھرے ہوئے ہیں۔ آدم خور وحشیوں سے لڑتے لڑتے وہ تنگ آ چکا تھا۔ اس نے دل میں سوچ رکھا تھا کہ اب اگر اسے کوئی آدم خور قبیلہ ملا تو وہ اس کی خوب مرمت کرے گا۔

دوپہر ڈھل گئی۔ شام کے سائے میدانوں میں پھیلنے لگے۔ درختوں کے نیچے اندھیرا ہو گیا۔ گدھے بھی تھک گئے تھے۔ شگفتا بھی گدھے کے اوپر بیٹھے بیٹھے تھک گئی تھی۔ اس نے عنبر سے کہا کہ انہیں اب رک کر آرام کرنا چاہیے۔

عنبر نے کہا:

"اگر تمہاری خواہش ہے تو کسی جگہ رات بسر کرنے کو کوئی ٹھکانہ تلاش کرتے ہیں۔"

شگفتا کہنے لگی:

"میں تھک گئی ہوں گدھے پر زندگی میں پہلی بار سواری کر رہی ہوں

۔ اگر ہمیں کہیں سے گھوڑے مل جاتے تو راستہ بھی جلدی طے ہو جاتا اور اتنی تکلیف بھی نہ ہوتی۔"

عنبر بولا:

"شگفتا بہن گھوڑے یہاں کہیں بھی نظر نہیں آئے۔ خدا کا شکر ہے کہ یہ دو تین گدھے ہی مل گئے۔ ورنہ ہمیں یہاں سے پیدل گزرنا پڑتا۔ پھر تم کیا کرتیں؟"

شگفتا نے کہا:

"ہر کام میں خدا کی کوئی بہتری ہوتی ہے۔" "آؤ اب کوئی ایسی جگہ تلاش کریں جہاں ہم رات بسر کر سکیں۔"

یہ درختوں اور جنگلی جھاڑیوں سے بھرا ہوا جنگل تھا۔ یہاں گرمی اور حبس تھا۔ مچھر پیں پیں کر رہے تھے۔ بعض درختوں پر سے نمی ٹپک رہی تھی۔ آخر چلتے چلتے وہ ایک ایسی جگہ پہنچ گئے۔ جہاں اتفاق سے

ایک چھوٹا سا چشمہ بہہ رہا تھا۔ اس چشمے کے کنارے ٹھنڈک تھی۔

عنبر نے کہا:

''یہ جگہ رات بسر کرنے کے لیے اچھی رہے گی۔ کیا خیال ہے؟''

شگفتا نے کہا:

''بڑا اچھا خیال ہے لیکن۔ میں سب سے پہلے نہانا چاہتی ہوں''

عنبر بولا:

''اچھی بات ہے تم نہاؤ' میں ذرا جنگل کی سیر کرتا ہوں۔''

''بھگوان کے لیے زیادہ دور نہ نکل جانا۔ نہیں تو میں ڈر کے مارے
بے ہوش ہو جاؤں گی۔''

عنبر قہقہہ لگا کو بولا:

''بھئی تم تو ہر وقت بے ہوش ہونے کو تیار رہتی ہو۔ خدا کے لیے کسی
وقت تو ذرا دل نکال لیا کرو۔''

شگفتا کہنے لگی:

''میں ایسا نہیں کر سکتی عنبر بھائی میرا دل بڑا چھوٹا ہے۔''

عنبر بولا:

''بہت اچھا' تمہارے گھر پہنچ کر میں تمہارے بابا سے کہوں گا کہ شگفتا
بیٹی کو ایک بڑا دل کہیں سے منگوا کر دو۔''

شگفتا ہنس پڑی:

''بھائی' تم بہت شریر ہو۔ اچھا اب جاؤ' میں ذرا غسل کر لوں۔''

عنبر وہاں سے چلا گیا اور شگفتا چشمے کے کنارے بیٹھ کر نہانے لگی۔

عنبر جنگل میں قریب ہی درختوں کے نیچے گھوم رہا تھا۔ یہاں گرمی کم
تھی اور سائے میں حبس کے باوجود ٹھنڈک تھی۔ ایک درخت پر سے
عنبر کو سکارنے کی آواز آئی اس نے اوپر دیکھا۔ ایک سنہری اور
گیروے رنگ کا سانپ ٹہنی پر لٹک رہا تھا۔ اس نے سر اٹھا رکھا تھا اور

جھول کر عنبر کو اپنی طرف بلایا۔

"پیارے سانپ، ذرا نیچے آ کر میری بات سن جا۔"

وہ حیران رہ گیا کہ سانپ نے عنبر کی آواز سن کر درخت پر سے نیچے اترنا شروع کر دیا۔ عنبر اپنی اس طاقت سے ابھی تک بے خبر تھا کہ اگر وہ کسی جانور سے بات کرے تو وہ اس کی بولی سمجھ جاتا تھا۔ سانپ کے ساتھ خاص طور پر یہ بات تھی کہ وہ عنبر کے کپڑوں اور چہرے کی بو سے ناگ دیوتا کا دوست ہے۔ سانپ سچ مچ نیچے آ کر عنبر کے پاس ہی کنڈلی مار کر بیٹھ گیا۔

عنبر نے قریب جا کر جھک کر کہا:

"بھائی تم اس جنگل میں کب سے ہو؟"

سانپ نے پھنکار ماری عنبر سانپ کی بولی نہیں سمجھ سکتا تھا۔ اگر ناگ ہوتا تو فوراً سمجھ جاتا کہ سانپ نے کیا کہا ہے۔ عنبر نے ہاتھ آگے بڑھا

کر سر پر رکھ دیا اور کہا:

"خوش رہو میرے بھائی، تم نے میری عزت کی ہے کہ میرے ایک اشارے پر درخت پر سے نیچے اتر آئے ہو۔ مگر دوست مجھے افسوس ہے کہ میں تمہاری بولی نہیں جانتا۔ نہیں تو تمہارے ساتھ یہاں بیٹھ کر ضرور کچھ باتیں کرتا۔"

سانپ نے پھر پھنکاری ماری۔ اس نے عنبر سے کچھ کہا تھا جسے وہ نہ سمجھ سکا۔ وہ آگے بڑھ گیا۔ ایک موڑ گھوم کر وہ سامنے آیا تو اس نے ایک ایسا تماشہ دیکھا کہ اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں کیا دیکھتا ہے کہ ایک نورانی چہرے والا شخص لیٹا ہوا ہے اور ایک سانپ نے پھن پھیلا کر ان پر سایہ کر رکھا ہے۔ عنبر درخت کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ اپنے پاؤں کے کھڑاک سے اس نورانی صورت والے بزرگ کی نیند خراب نہیں کرنا چاہتا تھا۔ وہ چپ چاپ کھڑا اسے سوئے ہوئے

اور سانپ کو اپنے پھن کا سایہ کیے ہوئے دیکھتا رہا۔ اس نے دل میں سوچا کہ یہ کوئی بہت بڑا سادھو یا درویش ہے جو شہر کو چھوڑ کر خدا کی عبادت کرنے جنگل میں آ گیا ہے۔

ایک مدت کے بعد کسی بزرگ صورت درویش کو دیکھ رہا تھا۔ درویش کی عمر اتنی زیادہ نہیں تھی۔ تن پر صرف ایک ہی زرد رنگ کا چولا تھا۔ وہ گہری نیند میں سو رہا تھا اور سانپ اپنا پھن پھیلائے اسی جگہ سایہ کیے ہوئے تھا۔ عنبر نے سوچا کہ چپکے سے واپس چلا جائے۔ کیونکہ وہ بزرگ کو جگانا نہیں چاہتا تھا؛ حالانکہ اسے اپنی بہن کی وجہ سے کافی پریشانی تھی اور وہ اس کے بارے میں پوچھنا چاہتا تھا۔ عنبر وہاں سے چلنے ہی والا تھا کہ اچانک ایک طرف جنگل میں دھاریوں والا اور اونچا لمبا شیر نمودار ہوا۔ عنبر اسی جگہ کھڑے کا کھڑا رہ گیا۔

شیر درختوں کے پیچھے سے بڑے آرام کے ساتھ قدم قدم چل کر نکلا۔

اور اس بزرگ کے پاس آ کر رک گیا۔ سانپ شیر کو قریب آتے دیکھ کر ذرا پرے ہو کر بیٹھ گیا۔ شیر نے دونوں اگلی ٹانگیں زمین کے ساتھ جوڑ کر بزرگ کو سلام کیا اور پھر ان کے پاؤں کی طرف آ کر زمین پر سر جھکا کر بیٹھ گیا۔ اور وہ وہاں سے ہٹ گیا۔ عنبر تیز تیز قدم اٹھاتا اس طرف آ گیا جدھر وہ شگفتا کو چھوڑ گیا تھا۔

چشمے پر کوئی نہیں تھا شگفتا غائب تھی۔ اس نے سوچا کی شاید کسی جھاڑی کی اوٹ میں کپڑے بدل رہی ہو۔ وہ انتظار کرنے لگا کوئی بھی نہ آیا۔ اس نے شگفتا کو آوازیں دینا شروع کر دیں۔

"شگفتا بہن، شگفتا بہن تم کہاں ہو؟"

اس کی کسی آواز کو جواب نہ آیا۔ عنبر پریشان ہو گیا کہ یا خدا شگفتا کہاں گم گئی؟ وہ کہاں چلی گئی؟ اس جنگل سے تو وہ بالکل ہی ناواقف ہے۔

وہ اکیلی ایک قدم اٹھائے ہوئے ڈرتی ہے پھر وہ کس طرف کو چل گئی

۔عنبر نے بڑی تیزی سے شگفتہ کو تلاش کرنا شروع کر دیا۔اس نے اردگرد کے سارے جنگل کی ایک ایک جھاڑی کے پاس جا کر شگفتہ کو پکارا۔جنگل کا چپہ چپہ چھان مارا مگر کہیں نظر نہ آئی۔

اب تو عنبر کو بڑی پریشانی ہوئی۔وہ اسی جگہ تھک ہار کر واپس آگیا یہاں اس نے شگفتہ کو چھوڑا تھا۔

وہ خاموشی سے چشمے کے کنارے گھاس پر بیٹھ کر سوچنے لگا۔تینوں گدھے اپنی جگہ پر بندھے ہوئے تھے۔انہیں کسی نے اپنی جگہ سے نہیں چھیڑا تھا۔وہ زمین کو غور سے دیکھنے لگا گھاس پر کسی کے قدموں کے نشان نہیں تھے۔اس نے جھک کر دیکھا۔ایک جگہ سے گھاس دبی ہوئی تھی یوں لگتا تھا جیسے کوئی شخص وہاں آیا ہے۔اس جگہ پر پاؤں کے نشان کدھر سے آئے رہیں اور کہاں جاتے ہیں وہ جلدی سے اٹھ کر جنگل میں اس اس جگہ گیا جہاں پہلے اس نے ایک بزرگ کو درخت

کے نیچے لیٹے ہوئے تھے۔وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہاں کوئی نہیں تھا۔وہ جگہ جہاں درویش سو رہا تھا خالی تھی۔نہ وہاں شیر تھا اور نہ وہ سانپ جس نے بزرگ کے سر پر اپنا سایہ کر رکھا تھا۔اب تو عنبر اور زیادہ پریشان ہو گیا کہ یہ چکر کیا ہے۔کہیں اس درویش نے تو شگفتہ کو اغوا نہیں کر لیا۔مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے۔درویش کی صورت تو بڑی نورانی تھی اور پھر جو لوگ جنگلوں میں خدا کی عبادت کرتے ہیں یہ سب باتیں عنبر کی سمجھ میں نہیں آرہی تھی۔

عنبر نہیں جانتا تھا کہ شگفتہ کہ ساتھ کیا ہوا ہے۔

جس وقت عنبر اسے چشمے شگفتہ کو چھوڑ کر خود جنگل کی سیر کرنے کے لیے نکلا تو شگفتہ نے بڑے آرام اور سکون کے ساتھ چشمے کے ٹھنڈے پانی میں غسل کیا۔اپنے بال دھوئے اور پھر خشک کر کے لباس پہن لیا۔وہ چشمے کے کنارے بیٹھی بالوں میں لکڑی کی کنگھی کر

رہی تھی کہ اچانک کسی نے پیچھے سے آ کر اس کے منہ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ شگفتا کا دم گھٹنے لگا۔ وہ تڑپ کر مچلی اور اس نے اجنبی کی گرفت سے نکلنے کی بھرپور کوشش کی مگر اس عرصے میں اس کا دماغ چکرانا شروع ہو گیا تھا اور وہ بے ہوش ہو گئی۔

اس نے بے ہوش ہوتے ایک جنگلی کی خوف ناک شکل دیکھی۔ اس کے سر پر بکری کے سینگ لگے تھے۔ اور جسم پر شیر کی کھال تھی۔ ڈر کے مارے شگفتا اسی وقت بے ہوش ہو گئی۔ جنگلی نے اسے کندھے پر ڈالا اور درخت پر چڑھ گیا۔

وہ ایک درخت سے دوسرے درخت پر سے ہوتا ہوا جنگل میں سفر کرنے لگا۔ درختوں درختوں پر چلتا۔ ایک ایک ٹہنی کو پھلانگتا وہ جنگلی آخر ایک درخت کے اوپر گھنی شاخوں میں ایک جھونپڑا سا بنا ہوا تھا۔ یہ جھونپڑا بانس کے ڈنڈے جوڑ کر بنایا گیا تھا۔

جنگلی نے شگفتا کو جھونپڑے کے اند گھاس پر ڈال دیا اور اس کے منہ پر کپڑا باندھ دیا تا کہ وہ ہوش میں آ کر آواز نہ نکال سکے۔ وہ خود جھونپڑے میں اس کے پاس ہی گھاس پر بیٹھ گیا اور پتھر پر کوئی ڈال کر اسے پتھر سے رگڑنے لگا۔

جنگلی نے پسی ہوئی بوٹی کا لیپ انگلی پر سے اٹھا کر شگفتا کے ماتھے پر لگا دیا۔ اس دوائی کا ماتھے پر لگنا تھا کہ اس کی تیز مہک سے شگفتا کو ہوش آ گیا۔ اس نے آنکھیں کھول دیں۔ اپنے سامنے اسی خوف ناک چہرے والے جنگلی کو دیکھ کر شگفتا نے روز سے چیخ ماری اور پھر بے ہوش ہو گئی۔ اس کی چیخ کی آواز گلے میں ہی دب کر رہ گئی۔ کیوں کہ جنگلی نے اس کے منہ پر کپڑا رکھا تھا۔

اگر اس کے منہ پر کپڑا نہ ہوتا تو اس کی چیخ کی آواز جنگل میں گونجتے ہوئے عنبر تک ضرور پہنچ جاتی اور وہ شگفتا کو ڈھونڈ نکالتا۔

شگفتا بے ہوش ہو چکی تھی۔

جنگلی نے ناریل کی چھال کی بنی ہوئی رسی دیوار پر سے اتاری۔ شگفتا کے ہاتھ اور پاؤں باندھ کر جھونپڑی کے ایک ڈنڈے سے خوب کس کر باندھا اور خود جھونپڑی سے باہر آ گیا۔ اس وقت شام کا اندھیرا ہر طرف پھیل گیا تھا۔ جنگلی کے لیے جنگل کا اندھیرا اور روشنی ایک برابر تھی۔ اسے اندھیرے میں بھی جنگل کی ہر شے صاف دکھائی دیتی تھی

وہ درخت پر سے چھلانگ لگا کر دوسرے درخت پر آ گیا۔

وہاں سے وہ نیچے اترا اور اس نے ایک طرف بھاگنا شروع کر دیا۔ اس کے ہاتھ میں سوائے ایک نیزے کے اور کچھ نہیں تھا۔ بھاگتے بھاگتے اسے رات ہو گئی۔ وہ ایک ایسی جگہ پر آ گیا جہاں بہت سی جھونپڑیاں بنی ہوئی تھیں درمیان میں آگ روشن تھی اور بہت سے جنگلی اس کے گرد بیٹھے ہاتھی کا گوشت نوچ نوچ کر کچا ہی کھا رہے

تھے۔ جنگلی ان کے قریب سے ہو کر گزر گیا۔ کسی نے اس کی طرف نہ دیکھا وہ ایک جھونپڑے سے اندر چلا گیا۔ یہ جھونپڑا دوسرے جھونپڑوں سے زیادہ بڑا صاف ستھرا تھا۔

آدم خور سردار

جنگلی جھونپڑے میں آ کر جھک گیا۔

اس کے سامنے کے بیچ میں صندل کے ایک تخت پر اس قبیلے کا سردار آلتی پالتی مارے بیٹھا تھا۔ اس کے سر پر شیر کی ہڈیوں کا تاج تھا اور گلے میں موٹے موٹے لال منکوں کی لائیں لٹک رہی تھیں۔ اس نے جسم کی کھال ڈال رکھی تھی اور تاج میں مور کے بڑے بڑے پنکھ لگے تھے۔ اس کی آنکھیں لال تھیں۔ رنگ کالا سیاہ تھا اور موٹا پیٹ باہر کو نکلا ہوا تھا۔ جنگلی نے جھک کر سلام کیا تو سردار نے چہرہ اوپر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"کیا خبر لائے ہو؟"

جنگلی نے کہا: "میری بکری مجھے واپس دے دو سردار۔ میں تمہارے لیے ایک خادمہ تلاش کر کے لے آیا ہوں۔"

سردار نے پوچھا:

"تم اسے کہاں سے لائے ہو؟"

جنگلی نے کہا:

"سردار! اسے جنگل میں سے اٹھا کر لایا ہوں۔ وہ بہت خوب صورت ہے اور کسی راجہ کی بیوی لگتی ہے۔"

سردار نے کہا:

"تو پھر صبح اسے لا کر پیش کرو۔"

جنگلی نے پوچھا:

"اور میری بکری سردار؟"

سردار بولا:

وہ تمہیں صبح مل جائے گی۔ لیکن خبردار! اگر پھر تم کبھی اس طرف اپنی بکری کو لے آئے۔''

جنگلی نے سر جھکا کر کہا:

''سردار! میں تو ایک غریب آدمی ہوں۔ بکری پال کر اس کا دودھ پی کر گزارہ کرتا ہوں۔ یا کبھی کبھی ادھر سے کوئی مسافر گزرتا ہے تو اسے بھون کر کھا جاتا ہوں۔ میں پھر کبھی اپنی بکری لے کر ادھر نہیں آؤں گا اگر تم نے میری بکری نہ پکڑ رکھی ہوتی تو میں اس عورت کو بھی بھون کر کھا جاتا۔''

سردار نے پوچھا:

''کیا یہ عورت اکیلی سفر کر رہی تھی؟''

جنگلی بولا:

''ہاں سردار! بالکل اکیلی سفر کر رہی تھی۔ اس کے ساتھ اور کوئی نہیں تھا۔ صرف تین گدھے وہاں بندھے ہوئے تھے میرا خیال ہے کہ یہ کسی دریا والے گاؤں سے آئی ہے اور ساتھ والے گاؤں میں جا رہی ہوگی کہ شام ہوگئی اور اس نے وہاں رات بسر کرنے کا فیصلہ کر لیا۔''

سردار نے کہا:

''تم نے سخت غلطی کی جو گدھوں کو وہاں چھوڑ کر آ گئے۔ تمہیں چاہیے تھا کہ گدھوں کو بھی ساتھ ہی لاتے۔ اگر تم جا کر گدھوں کو لے آؤ میں تمہیں ایک اور بکری انعام میں دوں گا۔''

''یہ کون سی مشکل بات ہے سردار! میں جا کر تینوں گدھے اٹھا لاتا ہوں کیا مجھے ایک بکری اور مل جائے گی ناں؟''

سردار نے کڑک کر کہا:

''بدبخت! ہم جو وعدہ کرتے ہیں' اسے پورا کرتے ہیں۔ اگر تم تینوں

گدھے لاکر ہمیں آج رات ہی دے دو گے تو ہم صبح تمہیں دو بکریاں دیں گے۔ ایک تمہاری بکری اور دوسری ہماری طرف سے انعام والی بکری۔ اب تم جاؤ اور جا کر گدھوں کو لے آؤ۔"

جنگلی بولا:

"ابھی جاتا ہوں سردار۔"

یہ کہہ کر جنگلی بھاگتا ہوا جنگل میں سے واپس چل پڑا۔

وہ انہی راستوں پر جا رہا تھا جہاں سے وہ آیا تھا۔ اندھیرا ہر طرف پھیل چکا تھا۔ لیکن جنگلی یوں بھاگا چلا جا رہا تھا۔ جیسے اسے جنگل کی ہر شے صاف دکھائی دے رہی ہو اور یہ سچ بھی تھا۔ اس جنگلی کے لیے رات اور دن ایک برابر تھے۔ جنگل میں رہتے رہتے وہ جنگل کے اندھیرے اجالے کا ایک حصہ بن گیا تھا۔ وہ بھاگتا ہوا اس طرف آ رہا تھا جہاں سے اس نے شکنتلا کو اٹھایا تھا۔

اب ذرا عنبر کی بھی سنیں۔

اگر وہ اپنی جگہ پر سویا رہتا یا بیٹھا رہتا تو اسے شکنتلا کا سراغ مل سکتا تھا مگر اس کی آنکھ کھل گئی۔ اسے ذرا فاصلے پر سے ایک آواز سی آئی۔ یہ آواز بالکل ایسے تھی جیسے کوئی عورت بیٹھی رو رہی ہے۔ عنبر اپنی جگہ سے اٹھا اور جدھر سے آواز آ رہی تھی اس طرف کو چل پڑا۔ جنگل میں گہرا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی طرف طرف کو چل پڑا۔ مگر عنبر بھی جنگل کے اندھیروں کا عادی ہو گیا تھا وہ تو دو ہزار برس سے ان جنگلوں کی خاک چھانتا چلا آ رہا تھا۔

عورت کے رونے کی آواز دور سے آ رہی تھی۔ عنبر آواز کا پیچھا کرتا جنگل میں کافی دور نکل گیا۔ ادھر جنگلی وہاں پہنچ چکا تھا جہاں تھوڑی دیر پہلے عنبر لیٹا ہوا تھا جنگلی نے دیکھا کہ چشمے کے کنارے کوئی انسان نہیں ہے۔ تینوں گدھے اسی طرح بندھے ہوئے ہیں جنگلی نے

گدھوں اسی طرح بندھے ہوئے ہیں۔جنگلی نے گدھوں کو کھولا اور انہیں ہنکاتا ہوا اپنے ساتھ لگا کر وہاں سے واپس چل دیا۔

عنبر نے کان لگا کر سنا کہ رونے کی آواز ایک جھاڑی کے پیچھے سے آرہی تھی۔عنبر نے جھک کر آواز دی:

”کون ہے یہاں؟ جو کوئی بھی ہے باہر آئے۔“

عورت کے رونے آواز پھر بھی آتی رہی کسی نے اس کا سوال جواب نہ دیا۔دو تین بار پکارنے کے بعد عنبر نے آگے بڑھ کر جھاڑیوں کو ایک طرف ہٹایا تو ایک زرد آنکھوں والی بلی میاؤں میاؤں کرتی رہی تھی۔

اس کے رونے کی آواز بالکل عورت کے رونے کی آواز سے ملتی تھی۔

عنبر کو بڑا غصہ آیا۔اس نے زمین پر سے ایک پتھر اٹھا کر زور سے ادھر دے مارا جدھر کو بلی بھاگی تھی۔

مگر بلی جنگل کے اندھیرے میں گم ہو چکی تھی۔

عنبر سر کو جھکائے ایک افسوس اور پریشانی کے ساتھ واپس چل پڑا۔وہ بڑا حیران ہو رہا تھا کہ یہ بیٹھے بٹھائے اسے کیا مصیبت پڑ گئی کہ شگفتہ ایک دم غائب ہو گئی۔کچھ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اسے زمین کھا گئی یا جنگل کے درختوں نے اسے اپنے اندر نگل لیا۔جنگل میں سے گزرتے گزرتے عنبر جب چشمے پر پہنچا تو دھک سے رہ گیا۔

تینوں گدھے غائب تھے۔

ارے؟ یہ گدھے کدھر چلے گئے؟ وہ خود جا ہی نہیں سکتے تھے کیونکہ وہ رسی کے ساتھ بندھے ہوئے تھے۔عنبر نے لپک کر کھونٹوں کو دیکھا' صاف معلوم ہو رہا تھا کہ کسی نے رسی کو کھولا ہے اور گدھوں کو ہانکتا ہوا لے گیا ہے تو گویا اسی جنگل میں کچھ لوگ ایسا ہیں جو ڈاکو ہیں' چور ہیں راہ چلتوں کو لوٹنا اور انہیں اغوا کرنا ان کا کام ہے یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے گدھوں کو چرایا ہے۔

عنبر کو سو فیصد یقین ہو گیا کہ اس جنگل میں چوروں اور ٹھگوں کا کوئی قبیلہ موجود ہے جن کے پاس اسکی بہن شکنتلا بھی ہے اور گدھے بھی ہیں۔ تو گویا جنگل میں اس چوروں کے گروہ تلاش کرنا چاہتے۔ شکنتلا ان کے پاس مل جائے گی۔ مگر یہ کام رات کو نہیں ہو سکتا تھا کیوں کہ ڈاکو راتوں کو جنگل میں چھپ جاتے ہیں۔

اندھیرے میں ان کا کھوج لگانا کوئی آسان کام نہیں۔ جب کہ دن کے اجالے میں ان کا کچھ نہ کچھ سراغ لگایا جا سکتا ہے۔

عنبر صبح کی امید لے کر سو گیا۔

نیند اسے دیر بعد آئی۔ صبح سویرے ہی اسکی آنکھ کھل گئی۔ اس نے اٹھ کر چشمے پر منہ ہاتھ دھویا۔ خدا کو یاد کر کے شکنتلا کی خیریت اور واپسی کی دعا مانگی اور جنگل میں ایک طرف چلنے لگا۔ وہ ایک خاص حساب کے مطابق چلا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ چور یا ڈاکو جو کوئی بھی ہے وہ

جنگل کے پیچھے سے آیا ہو گا۔ جنگل کے آگے وہ بڑی دور تک گھوم آیا اور اسے وہاں سوائے اس درویش کے کوئی انسان دکھائی نہیں آیا تھا۔ چلتے چلتے عنبر چاروں طرف بڑے غور سے ایک ایک شے کو دیکھ رہا تھا درختوں پر اندھیرا اور خاموشی تھی۔ سب پرندے اپنے اپنے گھونسلوں میں آرام کر رہے تھے۔ درختوں کی شاخوں میں کوئی شے نظر نہیں آ رہی تھی۔ عنبر جھاڑیوں میں سے بڑی مشکل سے راہ بناتا چلا جا رہا تھا اس نے محسوس کیا کہ وہ اس پگ ڈنڈی پر چل رہا ہے جس پر سے گزر کر وہ اور شکنتلا سفر کر رہے تھے۔ ادھر دور دور تک کسی آبادی کا نام و نشان تک نہ تھا۔ پھر وہ کدھر چل کر شکنتلا کو تلاش کرے عنبر ایک درخت کے نیچے کھڑا ہو گیا۔

اسے یوں محسوس ہوا جیسے درخت میں کوئی لمبے لمبے سانس لے رہا ہے اس نے اوپر نگاہ اٹھائی۔ شاخوں میں ایک زرد آنکھوں والا الو اسے

غور سے تک رہا تھا۔ یہ الو زور زور سے سانس لے رہا تھا یا شاید اسے اپنی زبان میں کچھ کہہ رہا تھا۔ عنبر کو خیال آیا کہ وہ جانوروں سے بات کر سکتا ہے۔ اس نے منہ اوپر اٹھا کر کہا:

"اے الو کیا تو بتا سکے گا کہ میری بہن شگفتا کہاں ہے؟ اسے کون لے گیا ہے؟ میرے گدھے کہاں ہیں۔ انہیں کون لے گیا ہے؟"

الو جواب میں بولا؛

"ٹرٹرٹرو۔۔۔۔۔۔ٹرٹرٹرو۔۔۔۔۔"

وہ اپنی زبان میں عنبر سے کہہ رہا تھا:

"اے عنبر، شگفتا ایک آدم خور ظالم جنگلی کی قید میں ہے۔ جو اپنے سردار کو شگفتا دے کر اس کے عوض اپنی بکری واپس لے گا۔ تمہارے گدھے اس وقت سردار کے پاس ہیں۔

لیکن عنبر اپنی بات تو جانوروں کو سمجھا سکتا تھا۔ مگر ان کی بات نہیں سمجھ سکتا تھا۔ جانور عنبر کی بولی جانتے تھے۔ عنبر جانوروں کی بولی نہیں جانتا تھا۔ رات کے اندھیرے میں سارے کا سارا جنگل بھائیں بھائیں کر رہا تھا۔ کسی طرف سے انسان تو کیا کسی جانور کی بھی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔

عنبر ناامید سا ہو گیا۔ اس نے سوچا کہ واپس اپنے چشمے پر گیا۔ وہ اس جگہ سے ادھر ادھر نہیں ہونا چاہتا تھا۔ وہ اپنی تلاش صبح اسی جگہ سے شروع کرنا چاہتا تھا۔

ادھر وہ جنگلی عنبر کے تینوں گدھوں کو لے کر قبیلے کے سردار کے پاس پہنچ گیا۔ گدھے جھونپڑے کے باہر کھڑے کر کے جنگلی نے اندر جا کر سردار سے کہا کہ گدھے حاضر ہیں۔

سردار خود مشعل لے کر باہر آیا۔ تینوں گدھے بندھے ہوئے تھے۔ سردار بڑا خوش ہوا کیونکہ اس علاقے میں گدھوں کی بڑی قدر تھی۔

اس نے جھولا کھول کر دیکھا تو اس میں کھانے پینے کی چیزیں تھی سردار بہت خوش ہوا۔ جنگلی سردار کو گدھے دے کر واپس اپنے جھونپڑے میں چلا گیا۔ جنگلی نے آگے بڑھ کر شکنتلا کے منہ سے کپڑا ہٹا دیا کپڑا جو اس نے شکنتلا کے اوپر دیا ہوا تھا۔ کپڑا ہٹتے ہی شکنتلا نے سکھ کا سانس لیا۔

شکنتلا نے جنگلی سے کہا۔

''بھگوان کے لیے مجھے چھوڑ دو۔ تم مجھے اٹھا کر یہاں کیوں لے آئے ہو؟''

جنگلی نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ اس کی بولی بالکل نہیں سمجھتا تھا۔

شکنتلا نے پھر کہا:

''بھگوان تمہارا بھلا کرے گا۔ مجھے چھوڑ دو' مجھے چھوڑ دو۔''

جنگلی نے جھکے جھکے' شکنتلا کو دیکھتے دیکھتے ہنسنا شروع کر دیا اور اپنی

زبان میں اسے کہا:

''پاگل عورت' تو اب میرے قبضے میں ہے۔ میں تجھے سردار کی خدمت میں پیش کر کے سردار سے اپنی بکری لوں گا۔ مجھے اپنی بکری سے بڑا پیار ہے۔ جب سے وہ گئی ہے میں بہت اداس ہوں سردار کے آدمی اسے اٹھا کر لے گئے تھے۔ وہ آدم خور ہیں۔ ان کے ڈر کے مارے میں درخت کے اوپر جھونپڑا بنا کر رہتا ہوں۔ وہ مجھے کچھ نہیں کہتے مگر میری بکریوں کو اٹھا کر لے جاتے ہیں۔ وہ ان کا دودھ پیتے ہیں۔ وہ اس سے پہلے بھی میری چار بکریاں اٹھا کر لے گئے ہیں۔ یہ آخری بکری رہ گئی تھی اسے بھی اٹھا کر لے گئے۔ اب میں تمہیں پیش کر کے سردار سے اپنی بکری واپس لے لوں گا۔''

جنگلی زور زور سے ہنسنے لگا۔ اس کی ہنسی کی آواز سن کر درختوں پر بیٹھے ہوئے پرندے اڑ گئے۔ شکنتلا نے روتے ہوئے جنگلی سے ایک بار

پھر التجا کی کہ وہ اسے معاف کر دے۔ اسے آزاد کر دے۔

شگفتا کی بات جنگلی کی سمجھ میں بالکل نہیں آ رہی تھی۔ اس نے شگفتا سے کہا:

"تو سردار کے پاس اس کی نوکرنی بن کر رہے گی۔ وہ تجھے کھانے کے لیے انسانوں، مگرمچھوں اور ہاتھی کا گوشت دے گا۔ وہ تیرے بچے پالے گا۔ اور کیا چاہیے۔ تو وہاں راج کرے گی۔"

جنگلی ہنستا رہا اور پھر وہاں ایک جگہ گھاس پر پڑ کر سو گیا اور ریچھ کی طرح خراٹے لینے لگا۔

شگفتا بے چاری کا برا حال ہو رہا تھا اس کے ہاتھ بندھے ہوئے تھے وہ خود بانس کے ایک ڈنڈے کے ساتھ جکڑی ہوئی تھی۔ وہ صرف تھوڑا سا ہل سکتی تھی۔ وہ عنبر کو یاد کر کے رونے لگی کہ وہ اس کے لیے کس قدر پریشان نہیں ہوگا۔ جب وہ دیکھے گا کہ شگفتا غائب ہے تو

بے چارے کو بڑی پریشانی ہوگی۔ وہ خدا جانے اسے جنگل میں کہاں کہاں ڈھونڈتا پھر رہا ہوگا۔

اتنے میں صبح کی ہلکی ہلکی روشنی جھونپڑے میں آنے لگی۔ درختوں پر سوئے ہوئے پرندے جاگ پڑے اور چہچہانے لگے۔ جنگلی نے اٹھ کر شگفتا کو کھول کر اٹھایا۔ اٹھا کر اپنے کندھے پر ڈالا اور درختوں پر سے ہوتا ہوا اس طرف چل پڑا جدھر آدم خور سردار کا جھونپڑا تھا۔

خونی ہاتھی

عنبر نے صبح اٹھ کر پھر شکنتلا کی تلاش شروع کر دی۔

دوسری طرف جنگلی شکنتلا کو لے کر منہ اندھیرے ہی سردار کے پاس پہنچ گیا۔ سردار نے شکنتلا کو دیکھا تو بہت خوش ہوا کہ نوجوان خوب صورت لڑکی اسے خادمہ مل گئی ہے جو اس کی خدمت کرے گی۔ اس کے بچے پالے گی اور اس کے لیے کھانا پکایا کرے گی۔ اس نے جنگلی کو شاباش دی کہ اس نے سردار کی خدمت میں بڑے عمدہ قسم کے تین گدھے اور ایک تندرست لڑکی پیش کی۔

جنگلی نے کہا:

"سردار، میری اس محنت کا صلہ دو بکریاں دے دو۔"

سردار نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ جنگلی کو فوراً دو بکریاں دے کر رخصت کیا جائے۔

جنگلی خوش خوش بکریاں لے کر جنگل میں واپس اپنے جھونپڑے کی طرف چل پڑا وہ درختوں اور جھاڑیوں میں سے گزر رہا تھا کہ اچانک اسے اپنے سامنے ایک انسان آتا دکھائی دیا۔ یہ عنبر تھا۔ عنبر نے بھی ایک جنگلی کو دیکھا کہ بکریاں ساتھ لئے چلا آ رہا ہے۔

اس نے سوچا کہ یہ کوئی گڈریا اور جنگل میں اپنی بکریاں چرا رہا ہے

قریب آ کر اس نے جنگلی سے جزیرے کی زبان میں پوچھا:

"کیا تم اس جنگل میں رہتے ہو؟"

جنگلی نے اس کی زبان نہیں سمجھی تھی۔ وہ ہنس پڑا اور اپنی زبان میں بولا

"تم کون احمق ہو جو اس خونی جنگل میں یوں گھوم رہے ہو؟"

عنبر فوراً جنگلی کی زبان سمجھ سکتا ہے لیکن جب عنبر نے اس کے سوال کا جواب دیا کہ وہ اپنی بہن کی تلاش میں ہے جو اس جنگل میں کھو گئی ہے تو جنگلی بڑا حیران ہوا۔ اس نے کہا:

"تمہیں ہماری جنگلی زبان کیسے آ گئی؟"

عنبر نے کہا:

"میں اس ملک کے سارے قبیلوں کی زبانیں جانتا ہوں۔ کیا تم بتا سکتے ہو کہ کہیں کوئی دبلی پتلی نوجوان لڑکی کو تم نے دیکھا ہو؟"

"جنگلی مکاری سے بولا:

"نہیں، میں نے یہاں کبھی کسی عورت کو نہیں دیکھا میرے پاس صرف یہ دو بکریاں ہیں۔ انہی سے خوراک حاصل کرتا ہوں۔"

جنگلی دل میں سمجھ گیا کہ یہ شخص اس عورت کا بھائی وغیرہ ہے۔ جسے اس

نے ابھی ابھی سردار کے ہاں چھوڑا ہے۔ وہ چاہتا تھا کہ یہ شخص اس جنگل میں ایسی جگہ جائے جہاں شیر رہتے ہیں؛ چناں چہ اس نے عنبر سے کہا:

"یہاں سے بائیں جانب ایک پہاڑی ہے۔ جس کی کھوہ میں ایک عورت رہتی ہے۔ اگر اس کے پاس جاؤ تو وہ اپنے جادو کے زور سے تمہیں بتا سکتی ہے کہ تمہاری بہن کہاں ہے۔"

"بہت اچھا بھائی، میں جا کر اس عورت سے پوچھتا ہوں۔"

جنگلی بکریاں لے کر آگے چل دیا۔ عنبر جنگل میں بائیں طرف والے پہاڑ کی طرف گھوم گیا۔ اسے خیال آیا کہ وہ سلامبو کی لاش سے کیوں نہ مدد حاصل کرے؟ اس نے اسی وقت سلامبو کا خیال دل میں لا کر آواز دی۔ آواز دینے کی دیر تھی کہ سلامبو کی لاش اس کے سامنے آ کر کھڑی ہو گئی۔

"کیا بات عنبر تم نے مجھے کس لیے یاد کیا؟"

عنبر نے کہا:

"میں اپنی بہن شگفتا کے ساتھ اس جنگل میں سفر کر رہا تھا۔ ہمیں رات ہو گئی۔ ہم سو گئے۔ صبح شگفتا چشمے پر نہا رہی تھی۔ میں جنگل کی سیر کر رہا تھا۔ واپس آیا تو شگفتا غائب تھی۔ ایک دن اور رات گزر گئی ہے مجھے اپنی بہن کا کچھ پتہ نہیں۔ خدا کے لیے میری پریشانی دور کرو اور مجھے بتاؤ کہ وہ اس وقت کہاں ہو گی؟"

سلامبو کی لاش نے ٹھنڈے سپاٹ لہجے میں کہا:

"عنبر تو بڑا نادان ہے۔ کیا میں نے تمہیں کہا نہیں تھا کہ میں تمہارے لیے پہاڑ توڑ کر ریزہ ریزہ کر سکتی ہوں۔ بادشاہوں کے محل زمین سے اکھاڑ کر پھینک سکتی ہوں مگر کسی چھپی ہوئی شے کے بارے میں بالکل نہیں بتا سکتی۔ میں آنے والے زمانے اور چھپے ہوئے زمانے میں

جھانک کر نہیں دیکھ سکتی۔ اگر تم کہو تو میں اس پورے جنگل میں آگ لگا سکتی ہوں۔ شیر سے لڑ سکتی ہوں۔ مگر تمہیں یہ نہیں بتا سکتی کہ شگفتا اس وقت کہاں ہے۔"

عنبر نے اداس ہو کر کہا:

"پھر تمہیں بلانے سے کیا فائدہ ہوا سلامبو؟"

سلامبو بولی:

"مجھے افسوس ہے ہے بھائی کہ میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتی۔"

عنبر نے کہا:

"یہاں ایک گھنے درخت کے نیچے ایک درویش سو رہا تھا اس کے سر پر ایک سانپ نے اپنے پھن کا سایہ کر رکھا تھا۔ ایک شیر اس کے پاس بیٹھا تھا۔ جب سے شگفتا غائب ہوئی ہے وہ درویش بھی غائب ہے۔ کیا تم بتا سکتی ہو کہ وہ درویش کون تھا؟ کیا شگفتا کے غائب ہونے

میں اس کا ہاتھ تو نہیں ہے؟"

سلامبو کہنے لگی:

عنبر! میں تمہیں یہ بھی نہیں بتا سکتی۔ مجھے خود معلوم نہیں ہے کہ وہ درویش کون تھا۔ میں گزرے ہوئے زمانے کو بالکل نہیں دیکھ سکتی۔ گزرا ہوا زمانہ میرے لیے ایک پردہ ہے۔ ایک دیوار ہے۔ جس کے پار میں ایک لمحے کے لیے بھی دیکھ سکتی۔ میں صرف وہی شے دیکھتی ہوں جو گزر رہی ہے۔ میں مجبور ہوں۔ میں طاقتور ضرور ہوں۔ اتنی زیادہ طاقت رکھتی ہوں کہ اس گھنے درخت کو چاہوں تو ابھی جڑ سے اکھاڑ کر رکھ دوں۔ مگر تمہیں یہ نہیں بتا سکتی کہ کل کیا ہونے والا اور جو گزر گیا ہے وہ کہاں ہے؟"

عنبر نے کہا:

"پھر میں نہیں تمہیں یوں ہی تکلیف دی سلامبو، تم اگر چاہو تو جا سکتی ہو۔"

سلامبو بولی:

"مجھے افسوس ہے کہ میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکی عنبر، لیکن تم نے اتفاق سے مجھ سے وہ شے مانگی ہے جو میں تمہیں نہیں دے سکتی۔ خدا حافظ۔"

سلامبو کی لاش درختوں میں غائب ہو گئی۔ عنبر اکیلا رہ گیا۔

اس کے لیے اب سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہیں تھا کہ وہ جنگلی کی بتائی ہوئی عورت کے پاس جا کر شکنتلا کے بارے میں پوچھے۔ اسے معلوم تھا کہ جنگلوں میں ایسی عورتیں رہا کرتی ہیں جو جادو کے زور سے بتا دیتی ہیں کہ فلاں شخص کس جگہ ہے اور اس کے ساتھ کیا سلوک ہو رہا ہے۔ عنبر پہاڑ کے نیچے پہنچ گیا۔ جنگلی نے جیسا بتایا تھا وہاں ایک کھوہ موجود تھی۔ عنبر نے سوچا کہ یہی وہ جگہ ہے جہاں جادوگر عورت

رہتی ہے۔اس نے کھوہ کو باہر سے اچھی طرح سے دیکھا اور پھر اس
کے اندر داخل ہو گیا۔

یہ ایک چھوٹا اور تنگ سا غار تھا۔

غار میں چھت پر سے پانی رس رہا تھا۔عنبر نے پاؤں آگے رکھا تو ایک
دو پتھر لڑھک گئے۔پتھروں کے لڑھکنے سے آواز پیدا ہوئی۔اس آواز
کے ساتھ ہی اچانک کھوہ میں شیر کی غضبناک دھاڑ گونجی۔عنبر اپنی جگہ
پر کھڑے کا کھڑا رہ گیا۔تو کیا جنگلی تے اس کے ساتھ فریب کیا تھا؟
شیر کی دھاڑ ایک بار پھر سنائی دی شیر نے انسان کی موجودگی کو محسوس
کر لیا تھا اور بھوکا ہونے کی وجہ سے عنبر کی طرف بڑھ رہا تھا۔

عنبر نے سوچا کہ غار میں سے نکل جانا چاہیے،وہ تیزی سے مڑا اور
واپس بھاگنے لگا۔شیر نے اپنے سامنے انسان کو بھاگتے دیکھا تو وہ
بھی بھاگنے لگا۔وہ اپنی تیزی سے آگے کو دوڑا کہ اس نے غار کے

دروازے پر ہی عنبر کو دبوچ لیا عنبر شیر کے دھکے سے زمین پر گر پڑا۔
شیر نے عنبر کے اٹھتے اٹھتے ہی ایک بڑ زور کا تھپڑ اس کے منہ پر مار دیا
شیر کے خیال میں اس تھپڑ کے بعد کا ایک طرف کا پورے کا پوڑا جبڑا
ڑ جانا چاہیے تھا،مگر ایسا نہ ہوا بلکہ الٹا یہ ہوا کہ شیر کو یوں لگا جیسے اس نے
کسی سخت پتھر پر زور سے ہاتھ مار دیا ہو۔

شیر نے جھنجھلا کر دوبارا عنبر پر حملہ کیا۔عنبر اس وقت تک زمین سے اٹھ
چکا تھا۔اس دفعہ شیر نے ایک بار پھر پوری طاقت کے ساتھ عنبر کے سر
پر پنجہ مارتے ہی شیر تڑپ کر دور جا گرا کیونکہ اس کا پنجہ سخت زخمی ہو کر
درد کرنے لگا تھا۔شیر بڑا پریشان ہو گیا۔اس قسم کے انسان سے اس
کبھی پالا نہیں پڑا تھا

عنبر نے آگے بڑھ کر شیر کی گردن کو دبوچ لیا۔وہ پوری طاقت سے شیر
کی گردن کو دبوچ لیا۔وہ پوری طاقت سے شیر کی گردان کو دبانے لگا۔

شیر نے بے تحاشا عنبر کے جسم پر پنجے مارنے شروع کر دیے۔

شیر کے لمبے لمبے تیز ناخن عنبر کے جسم پر سے پھسل رہے تھے۔ جیسے کسی سنگ مرمر کی سل پر سے پھسل رہے ہوں۔ عنبر کے جسم میں شیر کا کوئی بھی ناخن چبھ نہیں رہا تھا۔ شیر کو یوں لگا جیسے وہ کسی پہاڑ سے لپٹا ہوا ہے۔ دوسری طرف عنبر کے سخت پنجے شیر کی گردن میں چلے جا رہے تھے۔ اس کا دم گھٹنے لگا تھا شیر کی آنکھیں باہر کو ابل آئی تھیں۔ عنبر نے شیر کو نیچے گرا لیا۔ شیر نیچے گر پڑا۔ عنبر بھی اس کے اوپر گر پڑا۔ اس نے شیر کی گردن سے اپنے سخت پنجے نہ ہٹائے۔ شیر کے گلے سے خرخر کی آوازیں نکلنے لگیں۔ آخر وہ بے سدھا ہو گیا۔ اس کے ہاتھ گر پڑے۔

اور شیر مر گیا۔

عنبر نے شیر کو مردہ چھوڑ دیا۔ واپس جنگل میں اس جگہ آ گیا جہاں اسے جنگلی ملا تھا۔ وہ اس جنگلی کی بھی اچھی طرح سے خبر لینا چاہتا تھا جس

نے اسے دھوکے سے شیر سے ہلاک کروانے کی کوشش کی تھی۔ مگر وہاں جنگلی کہیں بھی نہیں تھا۔ عنبر نے اس کے خیال کو چھوڑ کر شگفتالا کی تلاش شروع کر دی وہ اس طرف نکل گیا۔ جدھر ایک گدلے رنگ کے پانی والی چھوٹی سی ندی بہتی تھی۔ یہ ندی پہاڑوں کے اوپر سے آتی تھی اور جنگل میں سے ہو کر آگے دریا سے جا ملتی تھی۔ عنبر کچھ دور اس ندی کے کنارے کنارے چلتا چلا گیا۔ اسے خیال آیا کا کہ وہ تو بے مقصد گھوم رہا ہے۔ اسے ذرا سا بھی اشارہ معلوم نہیں کہ شگفتالا کس طرف کو گئی ہے۔ اس طرح تو وہ چلتا چلتا خدا جانے کہاں پہنچ جائے گا اسے ان لوگوں کا خیال آیا جن کے پاس وہ دونوں مہمان رہے تھے اور جنہوں نے اسے گدھے دیے تھے۔

مگر ان لوگوں کا قبیلہ وہاں سے بہت دور تھا۔ وہ پیدل وہاں تک بہت دیر میں پہنچتا۔ تو پھر کیا کیا جائے؟ عنبر ندی کنارے ایک پتھر پر بیٹھ گیا

اور اپنی بہن ماریا اور ناگ کو یاد کرنے لگا۔

اگر وہ لوگ بھی اس وقت اس کے ساتھ ہوتے تو کم از کم اسے کچھ مشورہ ہی دیتے۔ عنبر ان سے کچھ صلاح مشورہ ہی کر لیتا۔ اگر ماریا اس کے ساتھ ہوتی تو شگفتا کو کوئی شخص بھی اغوا کر کے نہیں لے جا سکتا تھا۔ سوال یہ تھا کہ اب کیا کیا جائے کس طرف کو چل کر شگفتا کو ڈھونڈا جائے۔

عنبر شگفتا کو اکیلی چھوڑ کر وہاں سے جا بھی نہیں سکتا تھا۔

عنبر نے اسے قول دیا تھا کہ وہ اسے اس کے گھر پہنچا کر ہی دم لے گا اور عنبر قول کا بڑا پکا تھا۔ وہ جس سے جو وعدہ کرتا اسے ہمیشہ پورا کرتا تھا

کچھ دیر ندی کنارے بیٹھنے کے بعد وہ آگے چل پڑا۔

ندی آگے چل کر جنگل کے گھن میں گھوم گئی تھی۔ یہاں اسے یوں اپنے پیچھے ایک طرف کچھ ایسی آوازیں سنائی دیں جیسے کوئی جانور جھاڑیوں میں سے گزرتا آگے بڑھ رہا ہو۔ عنبر رک گیا۔ وہ پلٹ کر جنگل میں دیکھنے لگا اس کا خیال درست تھا۔ اچانک سامنے سے ایک بہت بڑا پہاڑ ایسا ہاتھی درختوں میں سے باہر نکلا وہ کان ہلاتا' سونڈ لہراتا' ندی کی طرف چلا آ رہا تھا۔ شاید وہ پانی پینے چلا آ رہا تھا۔ عنبر خواہ مخواہ ایک اور جنگلی جانور سے لڑائی مول لینا نہیں چاہتا تھا۔ وہ ایک طرف ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ درختوں کی آڑ میں کھڑا تھا۔ ہاتھی جھومتا جھومتا ندی پر آیا اور اپنی سونڈ سے پانی پینے لگا۔ پانی پی کر وہ ندی میں اتر گیا اور سونڈ میں پانی بھر بھر کر اپنے اوپر ڈالنے لگا۔ وہ غسل کر رہا تھا۔ عنبر درخت کے پیچھے کھڑا چپ چاپ یہ تماشہ دیکھتا رہا۔ ایک دم ہاتھی نے اپنی سونڈ اوپر اٹھائی اور چاروں طرف گھمانے لگا۔

ہاتھی کو قریب ہی کسی انسان کی بو محسوس ہوئی تھی۔

عنبر سمجھ گیا کہ ہاتھی کو کسی انسان کی موجودگی کا احساس ہو گیا اس نے

دوڑنے کی بجائے اسی جگہ ٹھہرے کا فیصلہ کرلیا۔ کیونکہ دوڑنے سے ہاتھی یقیناً اس کا پیچھا کرتا اور بھاگنے میں کوئی بھی انسان ہاتھی کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ ہاتھی ضرور اسے اپنی سونڈ پر اٹھا کر نیچے پھینک دیتا اور پھر پاؤں عنبر کے سینے پر رکھ کر اسے مسلنے کی کوشش کرتا۔ عنبر مرتا تو بالکل نہیں مگر خواہ مخواہ ہاتھی سے مقابلہ کرنے میں وقت ضرور ضائع ہوتا۔ جب کہ عنبر ہر گھڑی یہی سوچ رہا تھا کہ شکنتلا کو سراغ کیسے لگایا جائے۔

ہاتھی ایک پل بالکل بت بنا اپنی جگہ پر کھڑا رہا اور سونڈ ے سے عنبر کی بو لینے کی کوشش کرتا رہا۔ آخر اسے پتہ چل گیا کہ انسان درختوں کے پیچھے کہیں ہے کیونکہ اس طرف سے انسان کی بڑی تیز بو آرہی تھی۔ عنبر نے لڑائی سے دور رہنے کے لیے درخت پر چڑھنا شروع کردیا۔ جوں ہی وہ درخت کے اوپر چڑھا' ہاتھی نے اسے پتوں میں دیکھ لیا۔

وہ بھاگ کے عنبر کے پیچھے لپکا۔ مگر عنبر اس عرصے میں درخت کے اوپر جا چکا تھا۔ ہاتھی زور سے چنگھاڑا۔ اس کی چنگھاڑ سے جنگل گونج اٹھا۔ عنبر درخت کے اوپر آرام سے جا کر بیٹھ گیا۔ ہاتھی بھاگ ک درخت کے نیچے آگیا اور زور زور سے جھولنا شروع کردیا۔ کسی وقت وہ اپنی لمبی سونڈ اوپر اٹھا کر جیسے سلام کرتا اور پھر چنگھاڑ مار کر مست ہاتھیوں کی طرح جھولنے لگتا۔ عنبر کی جان عجیب مصیبت میں آگئی تھی۔ وہ اب کسی جنگلی جانور سے لڑائی لڑنا نہیں چاہتا تھا۔

مگر ہاتھی اسے بار بار چیلنج دے رہا تھا۔ ہاتھی درخت کے نیچے دھرنا مار کر بیٹھ گیا۔ اس نے عنبر کو اوپر دیکھ لیا تھا۔ عنبر کافی دیر تک بیٹھا ہوا تھا۔ عنبر کافی دیر تک اوپر درخت کی شاخ پر بیٹھا رہا۔ ہاتھی بھی درخت کے نیچے بیٹھا ہوا تھا۔ عنبر تنگ آگیا۔ وہ نیچے اتر کر ہاتھی سے مقابلہ کرنے کی سوچ ہی رہا تھا۔ کہ ہاتھی اپنی جگہ سے اٹھا۔ اس نے زور سے چنگھا

ڈ ماری اور درخت کو ٹکریں مارنی شروع کر دیں۔ اس کی ٹکروں سے درخت پر گویا بھونچال سا آ گیا۔ درخت پر جتنے پرندے بیٹھے تھے شور مچاتے اڑ گئے۔ عنبر بھی ٹہنی پر بیٹھے بیٹھے کی ہر ٹکر کے ساتھ ہل رہا تھا اس نے سوچا کہ کیوں نہ ہاتھی پر چھلانگ لگا دے اور پھر اس کا مقابلہ کرے۔ مگر مصیبت یہ تھی کہ ہاتھی بہت بڑا جانور تھا۔ ہو سکتا تھا کہ ہاتھی اسے اٹھا کر سونڈ میں لپیٹتا اور پھر اپنے منہ میں ڈال لیتا۔ عنبر مرتا نہ' مگر منہ کے اندر جا کر کیا کرتا۔ سوائے اس کے کہ ہاتھی کے گلے میں سے گزر کر اس پیٹ میں آ جاتا اور خنجر سے اس کا پیٹ چاک کر کے باہر نکل آتا۔ یہ سارا کام بڑا غلیظ کام تھا اور عنبر کے سارے کپڑے اور بدن خراب ہو جاتا۔ اس نے فیصلہ کیا کہ درخت کے اوپر ہی بیٹھا رہے گا اور نیچے اتر کر ہاتھی کا مقابلہ نہیں کرے گا۔ وہ درخت کی ٹہنی پر بیٹھا رہا اور ہاتھی ٹکریں مارتا رہا۔

ہاتھی بڑا طاقت ور تھا۔ اس نے درخت کو جڑ سے اکھاڑنا شروع کر دیا درخت جڑ سے سچ مچ ہل گیا۔ وہ ایک طرف جھکنے لگا۔ عنبر نے شوخوں کو مضبوطی سے پکڑ لیا۔ لیکن ہاتھی کی ٹکروں نے درخت کی طاقت کو ختم کر دیا تھا۔ وہ اب گرنے ہی والا تھا اور زمین کی طرف جھکتا چلا جا رہا تھا آخر ہاتھی کی ایک زوردار ٹکر کھا کر درخت دھڑام سے زمین پر گر پڑا تھا۔ مکار ہاتھی کی آنکھ عنبر پر لگی ہوئی تھی۔ عنبر کے گرتے ہی وہ درخت کی شاخوں پر اپنے بھاری بھرکم پاؤں رکھتا' انہیں توڑتا مروڑتا عنبر کی طرف بڑھا۔ عنبر نے بھاگنا شروع کر دیا۔ مگر جنگل میں جھاڑیاں اتنی گھنی اور اتنی زیادہ تھیں کہ عنبر بار بار گرنے لگا۔

آخر ہاتھی اس کے سر پر پہنچ گیا۔ وہ تو جھاڑیوں پر پاؤں رکھتا بھاگ رہا تھا۔ عنبر کے عین اوپر پہنچ کر ہاتھی نے زور سے چیخ ماری اور عنبر کو زمین پر سے اپنی سونڈ میں لپیٹ کر اوپر اٹھا لیا۔ اوپر دو تین بار گھما کر

ہاتھی نے پوری طاقت سے عنبر کو اپنے قدموں میں زمین پر پھینک دیا۔ وہ عنبر کی ہڈیاں توڑ کر اسے مارنا چاہتا تھا۔ مگر عنبر کو کچھ بھی نہ ہوا۔ اسے یوں لگا جیسے کسی نے روئی کا گالا نیچے پھینک دیا ہو۔ ہاتھی نے عنبر کے جسم پر اپنا پاؤں رکھ دیا اور پورا بوجھ ڈالا لیکن عنبر ہاتھی کے پاؤں کے نیچے بالکل محفوظ تھا۔ الٹا ہاتھی کو پاؤں میں لمبے لمبے کانٹے چبھے۔

وہ تڑپ کر ایک طرف کو ہٹ گیا۔

موت کی شرط

ہاتھی نے دوبارا عنبر پر حملہ کیا۔

اس دفعہ ہاتھی نے عنبر کو سونڈ میں ایک بار پھر لپیٹا اور اٹھا کر پورے زور زور سے ایک درخت کے تنے سے مارنا شروع کر دیا۔

ہاتھی کا خیال تھا کہ عنبر چکنا چور ہو جائے گا۔ لیکن ہوا یہ کہ درخت اپنی جگہ سے ہل گیا اور ہاتھی کی سونڈ زخمی ہو گئی۔ مگر عنبر کو کچھ بھی نہ ہوا۔ وہ اسی طرف جھٹک دیا۔ اب عنبر نے بھی جوابی حملہ کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

اس کی کمر کے ساتھ ایک خنجر ہمیشہ لگا رہتا تھا عنبر نے وہ خنجر نکال کر

ہاتھی پر حملہ کیا۔ وہ چھلانگ لگا کر ہاتھی کی گردن پر چڑھ گیا اور اس نے
پوری طاقت کی ساتھ ہاتھی کی ایک آنکھ میں خنجر گھونپ دیا۔ ہاتھی درد
سے چلا اٹھا۔ اس نے سونڈ اوپر لے جا کر عنبر کو پکڑنے کی کوشش کی۔

عنبر پیچھے کھسک گیا۔ ہاتھی نے زور سے اپنا بدن جھٹکا۔

عنبر نیچے گر پڑا۔

ہاتھی نے عنبر کے اوپر اپنا بھاری پاؤں رکھنا چاہا۔ عنبر تڑپ کر دوسری
طرف ہٹ گیا۔ ہاتھی گھوم گیا۔ عنبر نے زور سے خنجر مار کر ہاتھی کی سونڈ
کاٹ ڈالی۔ خون کی آبشار بہنے لگی۔ اس بک بک سے عنبر بچنا چاہتا تھا
مگر ہاتھی نے خود اپنی موت کو آواز دی تھی اور اب بھی میدان چھوڑ کر
نہیں بھاگ رہا تھا۔ اب تو عنبر مجبور تھا کہ اس خونی ہاتھی کو ہلاک کر
دے۔ کیوں کہ وہ کسی دوسرے انسان پر بھی حملہ کر کے اسے ختم کر سکتا
تھا۔ عنبر نے کوشش کی کہ وہ دوبارا ہاتھی کے اوپر چڑھ کر اس کی دوسری
آنکھ بھی پھوڑ ڈالے کیوں کہ اندھا ہو جانے کی صورت میں وہ ہاتھی
کے جسم پر پے در پے وار کر سکتا تھا۔

عنبر نے ایک چھوٹے سے ٹیلے کے اوپر چڑھ کر ہاتھی کے اوپر چھلانگ
لگا دی۔ ہاتھی کی ایک آنکھ ابھی باقی تھی اور وہ پوری طرح دیکھ رہا تھا
کہ عنبر کیا کرنے والا وہ زور زور سے اپنے بدن کو جھٹکے دینے لگا تا کہ
عنبر کو ایک بار نیچے گرا دے۔ مگر عنبر ہاتھی کی کمر سے چمٹ گیا تھا۔ وہ
کھسکتا کھسکتا ہاتھی کی گردان پر آ گیا۔ پھر اس نے ہاتھ لمبا کر کے خنجر
ہاتھی کی دوسری آنکھ میں بھی گھونپ دیا۔ ہاتھی زور سے چنگھاڑا اور
تکلیف کی وجہ سے اسی جگہ چکر کھانے لگا۔ عنبر بار بار اس کی آنکھ میں
خنجر چلا رہا تھا۔

ہاتھی کی دوسری آنکھ بھی پھوٹ گئی اور خون بہنے لگا ہاتھی اندھا ہو چکا تھا
اب عنبر نے نیچے چھلانگ لگا دی۔ ہاتھی کو اپنا دشمن کہیں بھی نظر نہیں

آ رہا تھا۔اس کی سونڈ کٹ چکی تھی۔دونوں آنکھیں پھوٹ گئی تھیں۔
اس کے بدن سے کافی خون بہہ چکا تھا۔وہ کمزوری محسوس کرنے لگا
اس کا جسم کانپنے لگا تھا۔پھر بھی ابھی ہاتھی میں بڑی طاقت تھی۔وہ
پاگل اندھے کی طرح گھوم رہا تھا کہ کہیں اسے دشمن ملے تو وہ اسے
کچل دے۔

عنبر نے لپک کر ہاتھی کے پیٹ میں خنجر گھونپا اور پھر اسے پوری لگا کر
ایک طرف کو گھما دیا۔ہاتھی کا آدھا پیٹ کٹ گیا اور اس کی بھاری
بھاری انتڑیاں باہر گر پڑیں۔ہاتھی کے منہ سے ایک دردناک چیخ
نکل گئی وہ ایک طرف کو جھکنے لگا۔عنبر نے موقع غنیمت جان کر ایک بار
پھر اس کے پیٹ میں خنجر مارا اور باقی کا آدھا پیٹ بھی کاٹ کر رکھ دیا
ہاتھی کے پیٹ کے اندر جو کچھ بھی تھا۔وہ باہر زمین پر آن گرا۔ہاتھی کا
جسم خشک پتے کی طرح کانپنے لگا۔اس نے ایک جھرجھری سی لی اور

دھڑام سے زمین پر گر پڑا۔

ہاتھی کے گرنے سے زمین ایک بار ہل گئی۔

عنبر پرے کھڑے ہو کر ہاتھی کے مرنے کا تماشہ کرتے لگا۔ہاتھی
کانپ رہا تھا۔خون پرنالے بن کر بہہ رہا تھا۔وہ ٹانگیں چلا رہا تھا'
تڑپ رہا تھا۔پھر آہستہ آہستہ اس کے جسم پر سکون آتا گیا۔ایک بار
زور سے ہل کر ہاتھی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ٹھنڈا ہو گیا۔اس نے حملہ
کرنے میں پہل کی تھی۔اس نے عنبر کو مجبور کو دیا تھا کہ وہ اسے ہلاک
کرے۔

وگرنہ عنبر نے لڑائی سے ہزار بار بچنے کی کوشش کی تھی۔ہاتھی نے اپنی
موت کو خود آواز دی تھی۔

عنبر نے ندی پر جا کر غسل کیا۔اپنے خون سے بھرے ہوئے کپڑے
دھوئے۔اسے سوائے اس کے اور کچھ نقصان نہیں ہوا تھا کہ اس کا

وقت ضائع ہو گیا تھا۔ وہ اس عرصے میں شگفتہ کو تلاش کر سکتا۔

وہ ابھی دوبارا گیلے کپڑے پہن کر کمر میں خنجر لگا رہا تھا کہ اسے جنگل میں کچھ لوگوں کی آوازیں سنائی دیں۔ یہ آوازیں جنگلی لوگوں کی چیخوں سے ملتی جلتی تھیں۔ عنبر نے سوچا کہ شاید جنگلی لوگوں کا قافلہ آرہا تھا۔ وہ جلدی سے ایک درخت کے اوپر چڑھ کر پتوں میں چھپ کر بیٹھ گیا۔ وہ کسی پر ابھی اپنا آپ ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا اور یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ یہ جنگلی لوگ کون ہیں؟

جنگلی لوگوں کی آوازیں قریب آرہی تھیں۔ پھر جھاڑیاں زور زور سے ہلیں اور دس بار سیاہ رنگ کے ناٹے قد کے آدم خور جنگلی بدن پر صرف گھاس کو لنگوٹ باندھے ہاتھوں میں نیزے لیے وہاں آن موجود ہوئے۔ عنبر انہیں غور سے دیکھنے لگا۔ یہ سارے کے سارے وحشی لوگ تھے۔ خدا جانے انہیں کہاں سے مرے ہوئے ہاتھی کی بو آگئی تھی

وہ اپنے سامنے زمین پر مرے ہوئے ہاتھی کو دیکھ کر بڑے خوش بھی ہوئے اور حیران بھی ہوئے کہ اسے اس اجاڑ بیابان جنگل میں کون آ کر ہلاک کر گیا۔

ایک وحشی نے نیزہ اٹھا کر زور سے چیخ ماری۔ اس کے ساتھ ہی باقی سارے وحشی مردہ ہاتھی پر ٹوٹ پڑے اور اس کو گوشت نوچ نوچ کر کھانے لگے۔ ایک وحشی تو ہاتھی کے پیٹ کے اندر گھس گیا اور وہاں سے اس کا دل نوچ کر لے آیا۔ جب وہ ہاتھی کے پیٹ سے باہر نکلا تو وہ خون میں لال ہو رہا تھا۔ باہر آ کر اس نے ایک نعرہ لگایا اور کھڑے ہو کر ہاتھی کا دل چبا چبا کر کھانے لگا۔ عنبر نے بڑے بڑے جنگلی لوگ دیکھے تھے۔ لیکن یہ بڑے عجیب قسم کے ڈراؤنے وحشی تھے۔ وہ ہاتھی کے گوشت کو انسان کا گوشت سمجھ کر کھا رہے تھے۔

دیکھتے دیکھتے انہوں نے ایک طرف سے ہاتھی کو گوشت ختم کر دیا ادھر

سے ہاتھی کی ہڈیاں نظر آنے لگیں۔ گوشت خوب پیٹ بھر کر کھا کر وہ اسی جگہ جانوروں کی طرح سر جوڑ کر بیٹھ گئے اور خدا جانے کیا غور کرنے لگے۔ پھر اٹھ کر وہ زمین پر پاؤں کے نشان دیکھنے لگے۔ عنبر سمجھ گیا کہ یہ وحشی معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ ہاتھی کے ساتھ کس نے مقابلہ کر کے اسے ہلاک کیا تھا؟

اچانک ایک وحشی نے چیخ ماری:

''انسان کے پیروں کے نشان ہیں۔''

یہ وہی زبان تھی۔ جس میں عنبر کے ساتھ بکریوں والے جنگلی نے بات کی تھی۔ یہ بھی بڑی اچھی بات تھی کہ عنبر ان کی بولی سمجھ لیتا تھا۔

سارے کے سارے آدم خور وحشی زمین پر عنبر کے پیروں کے نشان جھک کر دیکھنے لگے۔ انہوں نے یہ معلوم کر لیا تھا کہ یہاں کوئی انسان ابھی ابھی موجود تھا جس نے ہاتھی کے ساتھ جنگ لڑ کر ہاتھی کو ہلاک

کر دیا تھا۔ مگر سوال یہ تھا کہ وہ آدمی کہاں چلا گیا؟ یہ جنگلی لوگ آدمی یا جانور کے پیروں کے نشان سے پورا پورا کھوج لگایا کرتے تھے کہ انسان یا جانور کدھر کو گیا ہے۔ اگر ایک جگہ سینکڑوں جانوروں کے پاؤں کے نشان ہوں تو پھر بھی یہ جنگلی ان میں سے انسان کے پیروں کے نشان کو صاف پہچان لیتے تھے۔

اور یہی ہوا جنگلیوں نے عنبر کے پیروں کے نشانوں کے ساتھ ساتھ آگے بڑھنا شروع کر دیا۔ نشان ایک گول دائرے کی صورت میں تھے وہ بھی گول دائرے کی صورت میں گھوم گئے۔ پھر نشان ایک درخت کی طرف بڑھ رہے تھے۔ وحشی بھی اسی درخت کی طرف گھوم گئے۔ نشان اس درخت کے پاس آ گئے جس پر عنبر پتوں میں چھپا بیٹھا تھا۔ وحشی اس درخت کے نیچے آ کر کھڑے ہو گئے۔ ایک نے کہا:

''انسان اسی درخت کے اوپر ہو گا۔''

سب زور زور سے نعرے لگانے لگے۔ یہ نعرے عنبر کی سمجھ میں نہیں آرہے تھے لیکن اتنا وہ سمجھ چکا تھا کہ اب وہ وحشیوں کی قید سے نہیں بچ نہیں سکتا۔ جنگلیوں نے سر اٹھا اٹھا کر درخت کی شاخوں میں جھانکنا شروع کر دیا۔ پھر انہوں نے ایک ساتھ چھ سات نیزے درخت کی شاخوں میں پھینکے۔ ایک نیزہ عنبر کے بازو کو چیرتا ہوا گزر گیا۔ مگر اسے کچھ نہ ہوا۔ بازو کا گوشت دوبارا اپنی جگہ پر واپس آگیا دوسری بار پھر نیزے پھینکے گئے۔ اس دفعہ ایک نیزہ عنبر کے پیٹ میں کھب گیا۔

عنبر نے نیزہ باہر کھینچ کر واپس زمین پر مارا تو وہ سیدھا ایک وحشی کی کھوپڑی توڑتا ہوا کھب گیا۔

وحشی چیخ مار کر زمین پر گرا اور گرتے ہی مر گیا۔

پھر تو وہاں ایک شور مچ گیا۔ وحشیوں نے دھڑا دھڑ درخت میں نیزے مارنے شروع کر دیے۔ عنبر کے ہاتھ میں جو نیزہ آجاتا وہ اسے دوبارا کسی نہ کسی وحشی پر اچھال دیتا جو زخمی ہو کر بھاگ جاتا جنگلی لڑتے لڑتے تنگ آگئے۔ انہوں نے درخت پر چڑھنا شروع کر دیا۔

عنبر اگر چاہتا تو وہ اوپر بیٹھے ہی بیٹھے ایک ایک کر کے سارے جنگلیوں کو قتل کر کے نیچے پھینک سکتا تھا۔ مگر اس نے ایسا نہ کیا بلکہ سوچا کہ کیوں نہ اپنے آپ کو ان وحشیوں کے حوالے کر کے ان کے قبیلے میں چلا جائے شاید اس طرح اسے شکنتلا کا کوئی سراغ مل سکے۔

عنبر نے مقابلہ بند کر دیا اور درخت پر سے نیچے چھلانگ لگا دی۔

سارے جنگلی ایک نوجوان انسان کو درخت کے اوپر سے گرتے دیکھ کر پرے پرے ہٹ گئے۔ پھر انہوں نے آگے بڑھ کر عنبر کو رسی میں جکڑ لیا۔ ایک وحشی نے دوسرے وحشی سے کہا:

''سردار اس سفید نوجوان کا گوشت کھا کر بڑا خوش ہوگا۔ وہ ہمیں اس کے عوض اپنی خاص بکریوں کا دودھ پینے کو دے گا۔''

عنبر نے سب کچھ سنا اور خاموش رہا۔ وہ ان پر یہ ظاہر ہی نہیں کرنا چاہتا
تھا کہ وہ ان کی زبان جانتا ہے کیوں کہ پھر وہ اس کے سامنے راز کی
کوئی بات نہ کرتے۔ لیکن جب انہیں معلوم ہوگا کہ عنبر ان کی نہیں سمجھتا
تو وہ اس کے سامنے کھل کر بات کریں گے اور شکنتلا کا سراغ اسی طرح
لگایا جا سکتا تھا۔ وحشیوں نے اسے چاروں طرف سے گھیرے میں
لے لیا۔ انہوں نے عنبر کی طرف نیزے تانے ہوئے تھے۔ ایک وحشی
نے آگے بڑھ کر عنبر کی کمر میں لٹکا ہوا خنجر کھینچ لیا۔ وہ خنجر اس نے غور
سے دیکھا اور اپنے ساتھیوں سے کہا:

"یہ خنجر کسی شہر کا بنا ہوا ہے یہ شخص کسی دوسرے شہر سے آیا ہے۔ اسے
پکڑ کو اپنے سردار کے پاس لے چلتے ہیں۔ وہ ہمیں انعام دے گا۔"

"چلو، پکڑ کر لے چلو اسے۔"

وحشیوں نے عنبر کو رسی میں جکڑا اور اسے اٹھا کر جنگل میں واپس گھس

گئے۔ چار وحشی اسے اپنے سروں پر اٹھائے جنگل میں سے گزر رہے
تھے۔ وہ اس قدر تیز تیز جا رہے تھے کہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ جانور ہیں۔
کافی دیر تک جنگل میں چلنے اور کئی موڑ گھومنے کے بعد وہ ایک اور نیچے
پہاڑ کے دامن میں آ گئے۔ یہاں بہت سی جھونپڑیاں ایک نیم
دائرے کی شکل میں بنی ہوئی تھیں۔ وحشیوں نے عنبر کو اتار نیچے زمین
پر بٹھا دیا۔

تمام وحشی ان وحشیوں کو دیکھ کر قریب آ گئے۔ وہ ایک دوسرے سے
باتیں کرنے لگے کہ یہ قیدی کہاں سے آیا ہے؟ ایک وحشی نے انہیں
بتایا کہ جنگل میں ہاتھی مرا پڑا ہے۔ اس شخص نے ہاتھی کو ہلاک کیا ہے۔
سارے وحشی بڑے حیران ہوئے کہ ایک دبلے پتلے سے انسان نے
خنجر کے ساتھ اتنا بڑا ہاتھی کیسے ہلاک کر لیا۔

یہ وحشی لوگ جنگل میں پڑی ہوئی ہاتھی کی لاش کا سن کر اس طرف

بھاگ اٹھے۔ وہ آج ہاتھی کے گوشت کی ضیافت اڑانا چاہتے تھے۔
جو لوگ عنبر کو پکڑ کر لائے تھے۔ وہ ایک اونچی سی جھونپڑی کے اندر چلے گئے۔ اس جھونپڑی میں کچھ دیر رہنے کے بعد وہ ایک ایک کر کے چلے گئے۔ وہ سردار کی جھونپڑی تھی۔ مگر وہاں عنبر کو سوائے چند ایک بوڑھی عورتوں کے اور کوئی عورت نظر نہیں آ رہی تھی۔ یہ بوڑھی عورتیں ایک طرف بکریوں کا دودھ دوہ رہی تھیں۔ کوئی شکر قندی ابال رہی تھی۔ عنبر کا دل شگفتہ کو یاد کر کے اداس ہو گیا۔ اس نے خواہ مخواہ اپنے آپ کو گرفتاری کے لیے پیش کیا۔ شگفتہ تو اس جگہ بھی نہیں ہے۔ پھر کیا کیا جائے۔ کیا وہ یہاں سے فرار ہو جائے تاکہ کسی اور جگہ چل کر شگفتہ کو تلاش کرے۔ یہاں پڑے رہنے سے کیا فائدہ ہو گا بھلا؟
پھر عنبر نے سوچا کہ ابھی اسے تھوڑا انتظار کرنا چاہیے۔ ہو سکتا ہے۔ ان لوگوں کی کچھ باتیں جھونپڑوں کے اندر ہوں۔ اگر شگفتہ یہاں نہ بھی

ہوئی پھر بھی اسے ان لوگوں سے کچھ سراغ ضرور مل سکتا ہے۔ عنبر نے اسی جگہ ٹھہرنے کا فیصلہ کر لیا۔ وہ ابھی کچھ دیر وہاں رہ کر کچھ معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا۔ جھونپڑی میں سے سارے وحشی نکل کر باہر ایک قطار میں کھڑے ہو گئے۔ اب انہیں اندر سے شاید کسی سردار کے باہر نکلنے کا انتظار تھا۔ عنبر بھی اسی انتظار میں تھا کہ اندر سے کیا برآمد ہوتا ہے اچانک اندر سے ایک بڑی خوب صورت سانولے رنگ کی عورت باہر نکلی۔ اس عورت نے سر پر موروں کے پروں کا تاج پہن رکھا تھا۔ اس کے گلے میں شیر کے ناخنوں کی مالا تھی۔ اس کے لمبے بال کھلے تھے اور بدن پر ہرن کی کھال کا لباس تھا۔
اگرچہ یہ عورت بہت حسین تھی۔ مگر اس کی آنکھوں میں جنگلی چیتے ایسی چمک اور مکاری تھی۔ ہمارے پڑھنے والوں کو اب ضرور معلوم ہو گیا ہو گا کہ یہ قبیلہ ان جنگلیوں کا نہیں تھا۔ جہاں شگفتہ قید تھی بلکہ یہ اس

قبیلے سے دور پچھم کی طرف ندی کنارے والا ایک قبیلہ تھا جو جادوگرنی
کا قبیلہ کے نام سے مشہور تھا۔ صاف معلوم ہو رہا تھا کہ یہ عورت اس
قبیلے کی سردارنی ہے۔ اس نے بڑے غور سے عنبر کی طرف دیکھا اور
پھر اپنے وزیر سے کہا:

''اس نوجوان کو تم کہاں سے پکڑ کر لائے ہو؟''

ایک وحشی نے آگے بڑھ کر سر جھکایا اور کہا:

''سردانی یہ شخص ایک درخت کے اوپر چھپا ہوا تھا۔ اس کے پاس سے
وہ خنجر نکلا ہے جس پر ہاتھی کے خون کے نشان ہیں۔''

سردارنی نے کہا۔

''تمہارا مطلب ہے کہ ہاتھی کو اس نوجوان نے اپنے خنجر سے ہلاک
کیا ہے؟''

وحشی بولا:

''جی ہاں سردارنی نے زمین پر پاؤں مار کر کہا: ''اتنا دبلا پتلا نوجوان
جنگل کے ایک سرپھرے ہاتھی کو ہرگز نہیں مار سکتا۔ تم لوگوں کا دماغ
خراب ہو گیا ہے۔''

وحشی نے کہا:

''سردانی اس کے سوا جنگل میں اور کوئی آدمی نہیں تھا۔ ہاتھی کا شکار اسی
نے کیا ہے۔ آپ اس سے پوچھ لیں بے شک۔''

سردارنی نے کہا:

''مگر میں اس سے کس زبان میں بات کروں گی یہ تو ہماری زبان کو
بالکل نہیں سمجھتا۔''

عنبر ان لوگوں کی ساری باتیں اب تک غور سے سن رہا تھا۔ اور سمجھ رہا
تھا۔ اس مقام پر آکر اس نے سردارنی سے کہا:

''سردارنی میں آپ کی زبان خوب جانتا ہوں۔ آپ بے شک اپنی

زبان میں مجھ سے بات کریں۔"

سردارنی نے یوں تڑپ کر عنبر کی طرف دیکھا جیسے کسی نے اس کے پیر پر پتھر مار دیا ہو۔ وہ کبھی خیال بھی نہیں کرسکتی تھی کہ ایک اجنبی نوجوان جو خدا جانے کہاں سے ادھر آنکلا ہے۔ ان کے قبیلے کی مشکل زبان سمجھ لیتا ہوگا۔ اس نے عنبر کے قریب آ کر اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پوچھا:

"تم ہمارے قبیلے کی زبان کیسے جانتے ہو؟"

عنبر نے کہا:

"میں دنیا کے ہر قبیلے کی زبان جانتا ہوں سردارنی۔"

"کیا تم کوئی جادوگر ہو؟"

"نہیں میں ایک عام انسان ہوں۔"

سردارنی نے پوچھا:

"تم یہاں کیا کرنے آئے ہو تم درخت پر کیوں چھپے بیٹھے تھے؟"

عنبر بولا:

"سردارنی میں ایک سیاح ہوں اور ملک ہندوستان کی سیر کرنے اپنی شکنتلا بہن کے ساتھ آیا تھا۔ وہ جنگل میں مجھ سے بچھڑ کر کہیں گم ہو گئی میں اس کی تلاش میں پھر رہا تھا۔ کہ آپ کے آدمی مجھے پکڑ کر یہاں لے آئے۔"

"تم درخت پر کیوں چھپے بیٹھے تھے۔؟"

"آپ کے آدمیوں کے ڈر سے چھپا بیٹھا تھا۔"

"کیا یہ خنجر تمہارا ہے؟" سردارنی نے عنبر کا خون آلود خنجر نکال کر اسے دکھاتے ہوئے پوچھا۔

عنبر نے خنجر کو غور سے دیکھ کر کہا:

"ہاں یہ میرا ہی خنجر ہے۔"

سردارنی نے پوچھا:

"اس خنجر پر خون کس جانور کا لگا ہے؟"

عنبر نے کہا:

"ہاتھی کا۔ اے سردارنی۔"

"سردارنی نے حیرانی سے پوچھا:

"کیا جنگلی ہاتھی کو تم نے ہلاک کیا تھا۔"

"ہاں سردارنی، جنگلی ہاتھی کو میں نے ہلاک کیا تھا۔"

"محض اس چھوٹے سے خنجر سے؟"

"ہاں سردارنی صرف اس چھوٹے سے خنجر کے ساتھ۔"

"تم جھوٹ بولتے ہو۔"

"میں ایک بار پھر ہاتھی کو ہلاک کر کے دکھا سکتا ہوں۔"

"اگر تم ایسا نہ کر سکے تو جانتے ہو قبیلے کی سردارنی مذاق کرنے کی سزا کیا ہے؟"

"نہیں۔"

"اگر تم ہاتھی کو ہلاک نہ کر سکے تو تمہیں زندہ ایک بوری میں بند کر کے کیڑے مکوڑوں کے گڑھے میں پھینک دیا جائے گا۔"

"مجھے منظور ہے۔"

"ایک بار پھر سوچ لو۔"

"مجھے منظور ہے میں سوچ سمجھ کر کہہ رہا ہوں۔"

"ہاتھی کی لڑائی کا بندوبست کیا جائے۔"

عنبر نے ہاتھ اٹھا کر کہا:

"مگر ایک میری شرط ہے۔"

سردارنی نے پوچھا:

"وہ کون سی شرط ہے۔"

''عنبر نے کہا:

''اگر میں نے ہاتھی کو اس خنجر سے ہلاک کر دیا تو مجھے کیا انعام دیا جائے گا۔''

سردارنی نے کہا:

''میں تم سے شادی کر لوں گی اور تمہیں قبیلے کا سردار بنا دیا جائے گا۔''

عنبر سر سے پاؤں تک کانپ گیا۔

''نہیں نہیں، مجھے یہ شرط منظور نہیں ہے۔''

''کیا کہا؟'' سردارنی غصے کے مارے کانپنے لگی۔ وہاں جتنے وحشی لوگ کھڑے تھے۔ وہ سارے کے سارے دہشت زدہ ہو گئے۔ سردارنی سے بیاہ کی خواہش پر انکار کرنا اس قبیلے میں سب سے بڑا گناہ اور برائی تھی۔ سردارنی کی اس سے زیادہ اور کوئی بے عزتی نہیں ہو سکتی تھی کہ کوئی شخص اس کے ساتھ شادی کرنے سے انکار کر دے۔

''یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ تم نے میری توہین کی ہے۔ اگر تم نے میرے ساتھ شادی نہ کی تو میں تمہیں زندہ نہ چھوڑوں گی۔''

عنبر نے سوچا کہ اس عورت سے شادی کرنے میں کیا ہرج ہے اس طرح وہ اس قبیلے کا سردار بن جائے گا اور ان کی مدد سے شکنتلا کو جلدی سے جلدی برآمد کر لے گا۔ پھر وہ جب وہ چاہے یہاں سے بھاگ سکتا ہے اور اس کا کوئی کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا۔

اس نے جھٹ کہا:

''میں تمہارے ساتھ شادی کرنے کو تیار ہوں۔''

سردارنی نے کہا:

''شاباش، مگر شرط یہ ہے کہ مجھ سے شادی کرنے کے لیے تمہیں جنگل کے ایک ہاتھی کو خنجر سے ہلاک کرنا ہوگا۔''

''ایسا ہی ہوگا سردارنی۔''

سردارنی نے حکم دے دیا کہ دوسرے روز جنگل میں ہاتھی کی لڑائی ہو گی عنبر کو ایک جھونپڑے میں قید کر دیا گیا۔ سردارنی کا وزیر خود سردارنی سے شادی کرنا چاہتا تھا۔ مگر اس کی جرات نہیں تھی کہ وہ سردارنی کے حکم کے آگے سر اٹھا سکے۔ جب سردارنی نے اعلان کیا کہ اگر عنبر نے ہاتھی کو مارا ڈالا تو وہ اس کے شادی کر لے گی تو وہ جل بھن کر رہ گیا۔ پھر اسے خیال آیا کہ یہ دبلا پتلا نوجوان کہاں ایک ہاتھی کو ہلاک کر سکتا ہے۔ وہ دل ہی دل میں عنبر کی آنے والی موت کا خیال کر کے افسوس کرنے لگا کہ اتنا بھولا بھالا خوب صورت لڑکا موت کی آغوش میں جا رہا ہے۔ وہ خود بھی اب یہی چاہتا تھا کہ عنبر ہاتھی کی لڑائی میں مارا جائے۔ راستے کا یہ پتھر ہٹ جائے اور وہ سردارنی سے شادی کر لے سب لوگ ہاتھی کی لڑائی کا انتظار کرنے لگے۔

جادوگرنی سے ملاقات

ہاتھی کی لڑائی دیکھنے کے لیے سارا قبیلہ امڈ پڑا۔

صبح ہی سے ہانکا کرنے والے جنگل میں نکل گئے تھے۔ انہیں خوب معلوم تھا کہ جنگلی کہاں پر ہو گا اور وہ یہ بھی خوب جانتے تھے کہ ہاتھی کو گھیرا کر کیسے لایا جائے گا۔ قبیلے کے سارے وحشی بڑے بڑے درختوں پر چڑھ کر بیٹھے تھے۔ سردارنی کا تخت بھی ایک اونچے درخت کی شاخ پر لگا دیا گیا تھا زمین پر سوائے عنبر کے اور کوئی نہیں تھا۔ وزیر بھی سردارنی کے قریب ہی بیٹھا تھا۔ سارے وحشیوں کو یقین تھا کہ یہ

نوجوان لڑکا ہاتھی کی لڑائی میں ضرور مارا جائے گا۔انہیں یہ افسوس تھا۔ کہ وہ ہاتھی کو گوشت نہیں کھا سکیں گے۔سب کے کان جنگل کی طرف لگے ہوئے تھے۔جہاں ہانکا کرنے والوں کا شور آہستہ آہستہ قریب آرہا تھا۔

وہ لوگ جنگلی ہاتھی کو گھیر کر ادھر لا رہے تھے اچانک اس شور میں ہاتھی کی چنگھاڑ گونجی۔سب نے خوشی سے نعرے لگائے ہاتھی آرہا تھا۔لڑائی شروع ہونے والی تھی۔سردارنی کے چہرے پر بھی مسکراہٹ تھی۔اسے اس سے کوئی دلچسپی نہیں تھی کہ ہاتھی مرتا ہے یا نوجوان عنبر ہلاک ہوتا ہے۔وہ صرف ہاتھی اور انسان کی لڑائی کا تماشہ دیکھنا چاہتی تھی۔خوشی وزیر کو ضرور ہو رہی تھی کہ جس نوجوان سے سردارنی نے شادی کا وعدہ کیا تھا وہ مارا جائے گا۔

عنبر درختوں کے نیچے ایک کھلے میدان میں خنجر ہاتھ میں لیے چپ چاپ کھڑا تھا اور جنگل کی طرف سے آنے والے ہاتھی کی چنگھاڑوں کو غور سے سن رہا تھا۔وہ اگر چاہتا تو وہاں سے بھاگ سکتا تھا۔مگر وہ ایسا نہیں کرنا چاہتا تھا۔وہ اس قبیلے پر اپنی بہادری کا سکہ جما کر ان کا سردار بننا چاہتا تھا تا کہ شکنتلا کو ان لوگوں کی مدد سے تلاش کر سکے۔

کیونکہ اسے یقین تھا کہ شکنتلا کو اسی جنگل کے کسی قبیلے والوں نے اغوا کیا ہے۔

درختوں پر تمام وحشی نیزے اور تیر کمان لیے تیار بیٹھے تھے کہ اگر ہاتھی پاگل ہو کر غصے میں درختوں کو ٹکریں مارنا شروع کر دے تو وہ اس پر نیزوں اور تیروں کی بارش کر کے ختم کر دیں۔جس درخت پر ان لوگوں کی سردارنی تخت پر بیٹھی تھی وہاں کتنے ہی جانباز وحشی نیزے اور تیر کمان لیے تیار تھے کہ جوں ہی ہاتھی کا رخ اس طرف ہو وہ اس پر نیزوں کی بارش کر دیں۔

عنبر خنجر ہاتھ میں لیے خاموش کھڑا تھا۔

ہاتھی کے چنگھاڑنے کی آوازیں اب قریب سے قریب ہو رہی تھیں۔ پھر ہانکا کرنے والوں کا شور نزدیک آ کر ختم ہو گیا۔ وہ ہاتھی کو گھیر کر درختوں والے کھلے میدان کے پاس لے آئے تھے۔ جنگل میں خاموشی چھا گئی۔ درختوں پر سے سارے پرندے شور سن کر اڑ چکے تھے۔ ایک دم ہانکا کرنے والوں کا شور بلند ہوا۔ اس کیساتھ ہی ہاتھی کی زوردار چنگھاڑ گونجی شور ختم ہو گیا۔ ہاتھی درختوں کے آس پاس گھوم رہا تھا۔

عنبر کی نگاہیں جھاڑیوں میں لگی تھیں۔ کٹر کٹر کی آوازیں آئیں۔ جیسے ہاتھی سوکھی ٹہنیوں کو لتاڑتا ہوا چلا آ رہا ہو۔ پھر اچانک ایک سیاہ چشم پورے قد کا لمبے لمبے سفید دانتوں اور بڑے بڑے کھمبوں ایسی ٹانگوں والا ہاتھی کان ہلاتا' گھبرایا ہوا۔ سونڈ گھماتا درختوں میں سے

نکل کر کھلے میدان کے ٹکڑے میں آ گیا۔ ہانکا گھماتا درختوں میں سے نکل کر کھلے میدان کے ٹکڑے میں آ گیا۔ ہانکا کرنے والے جلدی جلدی درختوں پر چڑھ گئے۔ ہاتھی نے گھوم کر ایک چکر لگایا اور پھر اس کی چھوٹی چھوٹی مگر بڑی تیز آنکھوں نے عنبر کو ایک طرف کھڑے دیکھ لیا۔ وہ سمجھا کہ یہ سارا شور اسی ایک آدمی نے اٹھا رکھا تھا اور اسکی وجہ سے وہ بے چین کی گیا ہے۔

ہاتھی نے سونڈ اٹھا کر ایک بھیانک چیخ ماری اور سر جھکا کر عنبر پر حملہ کرنے کے لیے بھاگا۔ عنبر اپنی جگہ پر کھڑا رہا۔ سردارنی کا دل دھڑکنے لگا۔ سارے وحشی سانس روک کر تماشہ دیکھنے لگے کہ ابھی ہاتھی سونڈ میں عنبر کو لے کر زمین پر دے مارے گا اور پھر پاؤں رکھ کر اسے کچل دے گا۔

ہاتھی نے عنبر کے پاس آ کر زور سے سونڈ گھمائی۔ عنبر جھک کر بیٹھ گیا اور

پھر اچھل اس نے سونڈ پکڑ لی۔ ہاتھی نے جب دیکھا کہ اس کا دشمن سونڈ کے ساتھ چمٹا ہوا ہے تو اس نے سونڈ کو زور زور سے گھمانا شروع کر دیا اور پھر زور سے عنبر کو درخت کے ایک تنے سے مارا۔

وحشیوں کے منہ سے خوشی کی چیخ نکل گئی۔

وہ عنبر کو کچلا ہوا خون میں لت پت دیکھنا چاہتے تھے۔ مگر جب انہوں نے دیکھا کہ اتنی زبردست چوٹ کھانے کے باوجود عنبر زمین پر سے اٹھا اور اس نے اٹھتے ہی خنجر ہاتھی کی سونڈ میں گھونپ دیا۔ تو وہ چکر کھا گئے۔ کہ یہ سب کچھ کیسے ہو گیا؟ کسی کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ ایسا ہو سکتا ہے۔

سردارنی نے سوچا کہ انہیں غلطی لگی ہے۔ عنبر درخت کے ساتھ نہیں ٹکرایا تھا بلکہ ہاتھی کی سونڈ ٹکرائی تھی۔ ورنہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہاتھی ایک آدمی کو درخت پر مارے اور وہ بچ جائے؟ عنبر کا خنجر ہاتھی کی سونڈ میں گھس گیا۔

ہاتھی کی سونڈ سے خون جاری ہو گیا۔ ہاتھی تلملا اٹھا۔ اس نے خون آلود سونڈ اٹھا کر زور سے چنگھاڑ ماری اور غصے میں عنبر پر حملہ آور ہوا۔ عنبر اب پوری طرح ہاتھی کے مقابلے کے لیے تیار ہو چکا تھا۔ وہ قبیلے کے وحشیوں پر اپنی بہادری کا سکہ جمانا چاہتا تھا۔ وہ ان سے اپنا لوہا منوانا چاہتا تھا۔ جوں ہی ہاتھی عنبر کی طرف سونڈ اٹھا کر بڑھا' عنبر نے چھلانگ لگائی، وہ اچھل کر ہاتھی کی گردن پر سوار ہونا چاہتا تھا۔ مگر ایسا نہ کر سکا۔ وہ زمین پر گر پڑا۔

ہاتھی نے دشمن کو زمین پر گرتے دیکھا تو تیزی سے بڑے بڑے پاؤں اٹھاتا' کان لہراتا عنبر کی طرف بڑھا اور اس سے پہلے کہ عنبر زمین سے اٹھ سکے' ہاتھی نے اپنا اگلا پیر عنبر کے پیٹ پر رکھ کر اپنے پہاڑ ایسے جسم کا پورا بوجھ اس پر ڈال دیا۔ اب تو سب کو یقین تھا کہ عنبر بچ نہیں سکتا۔

وہ بالکل کچلا جائے گا اور ہاتھی اس کی پچکی ہوئی لاش کو روند ڈالے گا۔ سردارنی نے منہ دوسری طرف کرلیا۔ وہ اتنی بھیانک لاش دیکھنا نہیں چاہتی تھی۔

لیکن سب کے سب حیران رہ گئے جب انہوں نے دیکھا کہ ہاتھی نے یوں تڑپ کر عنبر کے اوپر سے پاؤں اٹھالیا جیسے اس نے اپنا پیر آگ میں ڈال دیا تھا ہاتھی کے منہ سے چیخ نکل گئی۔ عنبر نے اٹھ کر ہاتھی کی سونڈ کو دونوں ہاتھوں سے پکڑا اور خنجر دانتوں میں دبائے ہاتھی کے اوپر چڑھ گیا اور ہاتھی بھی ایک بار گھبرا گیا۔ کہ اس کا دشمن اس کی گردن پر کیسے آگیا؟

عنبر نے ہاتھی کی گردن پر سوار ہوتے ہی خنجر کا ایک وار کر کے اس کی ایک آنکھ پھوڑ ڈالی۔ ہاتھی تکلیف سے اچھل پڑا۔ اس نے عنبر کو زور سے جھٹک دیا۔ عنبر نیچے گر پڑا۔ ہاتھی ایک آنکھ سے عنبر کو دیکھتا اس کی

طرف بڑھا اور گردن نیچی کر کے اپنے دونوں تلواروں ایسے دانت عنبر کے سینے میں گھیسڑنے چاہے عنبر پرے ہٹ گیا۔ ہاتھی اتنی طاقت اور زور سے نیچے جھکا تھا کہ اس کے دونوں نوکیلے دانت زمین میں گڑ گئے۔ ہاتھی کا سر نیچے ہو گیا تھا۔ عنبر بڑی آسانی سے خنجر ہاتھ میں لیے ہاتھی کے سر پر پاؤں رکھ کر گردن پر چڑھ گیا اور اس نے خنجر کا وار کر کے ہاتھی کی دوسری آنکھ بھی پھوڑ کر رکھ دی۔

ہاتھی نے درد سے تلملا کر زور لگا کر زمین میں سے دانت نکالنے چاہے تو اس کے دونوں دانت ٹوٹ گئے ہاتھی اٹھا ہی تھا کہ عنبر نے نیچے سے خنجر مار کر ہاتھی کا آدھا پیٹ چاک کر دیا۔ ہاتھی کا آدھا پیٹ پھٹ کر انتڑیاں باہر نکل آئیں وہ طیش اور درد سے چنگھاڑا اور اس نے اپنی سونڈ میں عنبر کو پوری طرح لپیٹ کر اس زور سے زمین پر مارا کہ اس کا دھماکہ دور تک سنائی دیا۔ زمین پر سے گرد اڑی۔ گرد دور ہوئی تو

سب نے دیکھا کہ عنبر زمین پر سے صحیح وسالم اٹھ رہا تھا۔

حیرت سے لوگوں منہ کھلے کے کھلے رہ گئے۔

سردارنی نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے وزیر کی طرف اور وزیر نے تعجب کی آنکھوں سے سردارنی کی طرف دیکھا جو کچھ وہاں ہو رہا تھا وہ اس پر یقین کرنے کے لیے تیار نہیں تھے۔ وزیر کو تو یہ فکر پڑ گئی کہ اگر عنبر نے ہاتھی کو ہلاک کر دیا تو وہ سردارنی سے شادی کر لے گا اور سردارنی اس کے ہاتھ سے نکل جائے گی۔ اور حالات سے یہی ظاہر ہو رہا تھا کہ عنبر ہاتھی کو شکست دینے والا تھا اور ہاتھی گرنے والا تھا۔

سردارنی نے وزیر سے کہا۔

"یہ تو بہت بہادر نوجوان ہے۔ میں حیران ہوں کہ یہ اتنے بڑے ہاتھی کا اکیلا کیسے مقابلہ کر رہا ہے؟ یہ تو کوئی بہت بڑا جادوگر لگتا ہے۔"

وزیر کو موقع مل گیا۔ اس نے کہا:

"سردارنی' یہ نوجوان بہادر نہیں ہے ملکہ جادوگر ہے۔ یہ صرف جادو کے زور سے ہاتھی پر قابو پا رہا ہے۔"

سردارنی نے مسکرا کر کہا:

"اگر یہ جادوگر بھی ہے تو اس سے بڑا جادوگر میں نے آج تک نہیں دیکھا۔ میں چاہتی ہوں کہ اس جادوگر کو اپنے قبیلے کا سردار بناؤں اور یہ کام میں اس سے شادی کیے بغیر نہیں کر سکتی۔"

وزیر تو اپنا سا منہ لے کر رہ گیا۔

لیکن اس کے دل میں عنبر کے خلاف زبردست نفرت پیدا ہو گئی۔ اس نے اسی وقت فیصلہ کر لیا کہ اگر عنبر ہاتھی کو ہلاک کرنے میں کامیاب ہو گیا تو وہ اسے سردارنی سے ہرگز شادی نہیں کرنے دے گا۔ وہ شادی سے پہلے ہی اسے موت کے گھاٹ اتار دے گا۔ اس سلسلے میں خواہ اسے کالے جادو کا ہی سہارا کیوں نہ لینا پڑے۔

ادھر وزیر یہ سوچ رہا تھا۔ اور ادھر عنبر نے خنجر مار مار کر ہاتھی کا بڑا حال کر دیا تھا۔ ہاتھی کا پیٹ چاک ہو گیا۔ وہ لڑکھڑایا۔ عنبر نے خنجر مار کر ہاتھی کی سونڈ کاٹ کر اس کے جسم سے الگ کر دی۔ ہاتھی پر لرزہ طاری ہو گیا' وہ کانپا' لرزا' بلبلایا' لڑکھڑایا اور دھڑام سے ایک چٹان کی طرح زمین پر گر گیا۔

وحشیوں نے نعرے لگاتے ہوئے چھلانگیں لگانی شروع کر دیں۔ عنبر کے سامنے ہاتھی پڑا آخری سانس لے رہا تھا۔ وحشیوں نے آگے بڑھ کر عنبر کے ہاتھ اور ماتھا چوم لیا۔

وحشی زخمی ہاتھی پر ٹوٹ پڑے اور خنجروں سے اس کا گوشت کاٹ کاٹ کر کھانے لگے۔ سردارنی کا تخت بھی درخت پر سے نیچے اتار دیا گیا۔

سردارنی نے آگے بڑھ کر عنبر کے سر پر زرد رنگ کا پھول توڑ کر رکھ دیا۔

"تو سچ مچ ایک بہادر نوجوان ہو تمہیں مبارک ہو کہ میں نے

تمہیں اپنے قبیلے کا سردار چن لیا ہے۔ کل ہماری تمہاری شادی ہو جائے گی۔"

عنبر نے کچھ نہ کہا اور چپکے سے اپنی جھونپڑی میں آ گیا۔ وہاں سے سردارنی کے حکم سے عنبر ایک خوب صورت جھونپڑی میں پہنچا دیا گیا۔ شادی کی تیاریاں شروع ہو گئیں۔ پھلوں کے ڈھیر لگ گئے۔ پھولوں کے ہار تیار ہونے لگے۔ زمین پر سیندور پیس کر بچھایا گیا۔ وزیر نے سوچا کہ آج رات کو عنبر کا کام تمام کر دینا چاہیے۔

اوپر موت' نیچے موت

ادھر عنبر کے بیاہ کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔

اور دوسری طرف شکنتلا کے بیاہ کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ قبیلے کے وحشی سردار نے اعلان کر دیا تھا کہ صبح کو شادی ہو گی اور رات کو قبیلے کے سارے لوگ ایک بہت بڑی دعوت میں ناچ گانا کریں گے۔ ہر کوئی وحشی آدم خور خوش تھا۔ صرف شکنتلا ابھی جھونپڑی میں اداس بیٹھی تھی۔ صبح اس کی شادی ہونے والی تھی۔ وہ یہ گناہ نہیں کرنا چاہتی

تھی۔ اس کی شادی پہلے ہی ہو چکی تھی۔ اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ یہاں سے بھاگ جائے گی۔ چاہے وہ راستے میں ماری جائے۔ مگر وہاں وہ رہ کر گناہ کی زندگی بسر نہیں کرے گی۔ گناہ کی زندگی بسر کرنے سے بہتر ہے کہ آدمی مر جائے؛ چنانچہ وہ موقع تلاش کرنے لگی اسے جس جھونپڑی میں بند کیا گیا تھا اس کے باہر ایک عورت پہرہ دے رہی تھی۔ اس عورت کے ہاتھ میں صرف ایک نیزہ پکڑا رہتا تھا چوں کہ وحشی سردار کو معلوم تھا کہ شکنتلا بھاگ کر کہیں نہیں جا سکتی۔ اس لیے اس نے شکنتلا پر زیادہ پہرہ نہیں لگایا تھا۔ شکنتلا نے اس کو غنیمت جانا اور موقع سے فائدہ اٹھانے کا ارادہ کر کے آدھی رات کو وہ اٹھ کر جھونپڑی سے باہر دیکھنے لگی۔ باہر میدان میں آگ روشن تھی اور اس کے گرد وحشی ناچ رہے تھے۔ گا رہے تھے۔ ان کے شور سے وہاں کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی تھی۔ وحشی سردار بھی ان کے ساتھ ہی ناچ

رہا تھا۔ پہریدار عورت باہر بیٹھی پہرہ بھی دے رہی تھی اور وحشیوں کا ناچ بھی دیکھ دیکھ کر خوش ہو رہی تھی۔

وہ شکنتلا سے بالکل غافل ہو چکی تھی شکنتلا نے جھونپڑی کی پچھلی دیوار کو ہاتھ سے ٹٹولا۔ وہ گھاس پھونس کی بنی ہوئی تھی۔ اس نے زور سے اندر ہاتھ ڈال کر گھاس الگ کر دیا۔ گھاس کا مٹھا اس کے ہاتھ میں آ گیا۔ اس نے تھوڑی سی کوشش کے بعد وہاں اتنی جگہ بنا لی کہ جہاں سے وہ باہر نکل سکتی تھی۔ شکنتلا بڑی ڈرپوک لڑکی تھی۔ مگر اس وقت اپنی عزت بچانے کے لیے وہ ایک نڈر اور بے خوف شیرنی بن گئی تھی اس نے دیوار کے سوراخ کو اور زیادہ چوڑ کر دیا اور پھر بڑی آسانی سے اس میں نکل کر باہر آ گئی۔

باہر جنگل ہی جنگل تھا۔ آسمان پر ستارے چمک رہے تھے۔

ادھر ادھر کئی ایک جھونپڑیاں تھیں۔ مگر وہ سب کی سب خالی تھیں۔

ساری عورتیں اور مرد ناچ گانے میں شریک تھے۔ شکنتلا نے ایک لمحے کے لیے بھی وقت ضائع نہ کیا اور جھونپڑے سے باہر نکلتے ہی ایک طرف بھاگنا شروع کر دیا۔ اسے کوئی خبر نہیں تھی کہ وہ کس طرف کو جا رہی ہے وہ بس بھاگی جا رہی تھی۔ راستے میں اس کے پاؤں جھاڑیوں میں الجھے۔ وہ ایک جگہ گر پڑی۔ پھر اٹھی اور بھاگنے لگی۔ جھاڑیاں گھنی تھیں گئی۔ جھاڑیاں اور گھاس اس کا راستہ روک رہی تھی، مگر وہ بھاگتی چلی گئی۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے قبیلے کے سارے وحشی آدم خور اس کے پیچھے لگے ہیں۔ اس کا سانس پھول گیا۔ مگر وہ کسی جگہ بھی نہ رکی۔ وہ بھاگتی چلی جا رہی تھی۔

کافی دور بھاگنے کے بعد وہ ایک ٹیلے کو عبور کر کے دوسری طرف آ گئی ٹیلے کی ڈھلان پر سے اترتے ہوئے وہ گر پڑی، اس کے پاؤں میں کانٹے چبھ گئے تھے لیکن اسے درد بالکل نہیں ہو رہا تھا۔ نجات کی

نہیں ہوگی۔کوئی بھی شخص اس کی مدد کو نہیں آئے گا اور اس کی ساری
زندگی تباہ ہو کر رہ جائے گی اس لیے اسے ہر حالت میں خود ہی ہمت
کر کے اپنی زندگی کو گناہ کے جہنم سے بچانا ہے۔وہ گر کر اٹھی اور اس
نے پھر بھاگنا شروع کر دیا بھاگتے بھاگتے وہ تھک کر چور ہو گئی تو ایک
جگہ بیٹھ گئی۔

جہاں وہ بیٹھی وہاں سے اسے پانی کے بہنے کی آواز آ رہی تھی۔اس کا
سانس بڑی طرح پھولا ہوا تھا۔وہ زور زور سے سانس لے رہی تھی۔

تھوڑی دیر بعد جب اس کا سانس درست ہوا تو اس نے دیکھا۔
ستاروں کی ہلکی ہلکی روشنی میں ایک چھوٹی سی ندی سے پتھروں پر سے
اچھلتی ہوئی بہہ رہی تھی۔شگفتہ نے جھک کر ندی سے تھوڑا سا پانی پیا۔
منہ پر چھینٹے مارے اور اس ڈر سے کہ کہیں وحشی اس کا پیچھا کرتے ہو
ئے وہاں نہ پہنچ جائیں۔اس نے اٹھ کر پھر نا بھاگنا شروع کر دیا مگر

اب اس کی رفتار زیادہ تیز نہیں تھی۔پانی پی لینے کی وجہ سے اس کے
پیٹ میں درد سا ہونے لگا۔

وہ تیز بھاگتی تو درد بھی تیز ہو جاتا۔اس نے قدم قدم دوڑنا شروع کر
دیا۔پھر بھی اسے دوڑنے میں تکلیف ہو رہی تھی۔ندی آگے چل کر
چوڑی ہو گئی تھی۔ستاروں کی روشنی میں اسے ندی میں ایک چھوٹی سی
ڈونگا نما کشتی نظر آئی۔وہ لپک کر کشتی میں سوار ہو گئی اور چپو چلانے
لگی۔ندی میں ایک بڑا سا پتھر آ گیا اور کشتی اس پتھر سے ٹکرا کر ٹوٹ
گئی۔شگفتہ چھلانگ لگا کر باہر آ گئی اور ندی کے پار والے جنگل میں گم
ہو گئی۔

شگفتہ جیسی ڈرپوک لڑکی۔اپنی عزت کی خاطر کس قدر بہادری دکھائی
وہ خود حیران تھی۔پھر مشرق میں چاند نکل آیا۔
اس کی زرد زرد روشنی جنگل میں پھیلنے لگی۔شگفتہ نے دیکھا کہ جنگل

میں درخت بے حد گھنے تھے۔ اس کے پاؤں سوکھے پتوں پر پڑ کر شور پیدا کر رہے تھے۔ جس کی وجہ سے کچھ پرندے درختوں پر سے پھڑ پھڑا کر اڑ گئے۔ شکنتالا کو بالکل معلوم نہیں تھا کہ وہ کدھر کو جا رہی ہے۔ بس وہ وحشی سردار اور اسکے ساتھیوں سے دور بھاگ جانا چاہتی تھی۔

جنگل میں کافی دور آگے نکل کر شکنتالا کو چاند کی پھیکی پھیکی روشنی میں ایک بہت بڑا سانپ نظر آیا جو ایک درخت کی شاخ پر سے لٹک کر جھول رہا تھا۔ شکنتالا ڈرنے کے بجائے وہاں رک گئی۔ اور پھر درخت کی دوسری طرف سے ہو کر آگے نکل گئی۔ یہاں کوئی بھی جنگلی پگڈنڈی نہیں تھی۔ بس سارا جنگل بڑی گھنی جھاڑیوں سے بھرا ہوا تھا

شکنتالا کے پاؤں درد کرنے لگے تھے۔ اس کے پاؤں میں کانٹے چبھنے سے خون بہہ رہا تھا۔ لیکن وہ ایک بہادر شیرنی کی طرح آگے ہی

آگے بڑھتی چلی جا رہی تھی۔

اچانک اسے اپنے پیچھے کچھ آوازیں سنائی دیں۔ وہ رک گئی۔ اس نے کان لگا کر سنا کہ پیچھے یہ کیسی آوازیں آ رہی ہیں۔ اس کا خون خشک ہو گیا۔ اس کے پیچھے قبیلے کے وحشی شور مچاتے چلے آ رہے تھے۔ اب وہ کیا کرے؟ کہاں جائے؟ اگر اس نے حوصلے سے کام نہ لیا تو ساری زندگی کے لیے برباد ہو کر رہ جائے گی۔ اسے ہمت اور بہادری سے کام لینا ہوگا۔ وقت بہت کم تھا۔ وحشی شور مچاتے، بھاگتے، چیختے چلاتے چلے آ رہے تھے۔ جھونپڑے کی ٹوٹی ہوئی دیوار دیکھ کر وہ ٹھیک اس سمت کو آ رہے تھے۔ جس سمت کو شکنتالا بھاگی تھی۔

شکنتالا نے سر اٹھا کر اوپر دیکھا۔

اس کے سر پر ایک گھنا درخت اپنی شاخیں پھیلائے رات کی خاموشی میں چپ چاپ کھڑا تھا۔ شکنتالا نے آنکھیں بند کر کے خدا سے دعا کی

اور پھر اس نے درخت پر چڑھنا شروع کر دیا۔

خدا جانے اس میں اتنی طاقت' اتنا حوصلہ اور اتنی بہادری کہاں سے آ گئی تھی کہ وہ ایک ماہر شکاری کی طرح دیکھتے دیکھتے درخت کے اوپر چڑھ گئی۔ اس نے کافی بلندی پر جا کر اپنے آپ کو گھنی شاخوں میں چھپا لیا۔ اب آہستہ آہستہ سانس لیتے ہوئے پتوں میں سے نیچے جھانکنے لگی۔ اس کی آنکھیں اندھیرے میں ہر شے دیکھ رہی تھیں۔ اندھیرا زیادہ نہیں تھا۔ چاندنی نے درختوں کے گھنے سائے میں بھی ہلکی ہلکی روشنی کر رکھی تھی۔

وحشیوں کا شور آہستہ آہستہ قریب آ رہا تھا۔ شگفتہ کا ہاتھ ایک شاخ پر پڑ گیا۔ اس شاخ پر بیٹھا پرندے پھڑ پھڑا کر اڑ گیا۔ اگر یہ پرندہ اس وقت پھڑ پھڑا کر اڑتا جب وحشی درخت کے نیچے ہوتے تو شگفتہ کا بچنا محال تھا۔ وحشی ضرور اوپر دیکھتے۔ انہیں شک پڑ جاتا کہ شگفتہ درخت میں چھپی بیٹھی ہے۔ پھر دنیا کی کوئی طاقت شگفتہ کو وحشیوں کے پنجے سے نہیں بچا سکتی تھی۔ مگر خدا نے شگفتہ کو بچا لیا تھا۔ صرف اس لیے کہ اس نے ہمت اور بہادری سے کام لیا تھا۔

وحشی اس درخت کے پاس پہنچ گئے تھے۔ وہ درخت کے نیچے پہنچ کر رک گئے۔ قبیلے کا موٹا خونخوار سردار ان کی رہنمائی کر رہا تھا۔ شگفتہ کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔ وحشی سردار نے ادھر ادھر غور سے دیکھا اور اپنے ساتھی سے کہا:

"اسے اسی جگہ تلاش کرتے ہیں زیادہ دور نہیں بھاگ سکتی پھر اسے جنگل کا پتہ بھی نہیں ہے۔"

سردار نے اوپر سر اٹھا کر کہا۔

"ان درختوں پر چڑھ کر دیکھو۔ وہ ضرور ان درختوں میں ہی کسی جگہ بیٹھی ہوگی۔"

یہ سن کر شگفتنا کی تو جان ہی نکل گئی۔ اس کی آنکھوں سے خوف کے مارے آنسو بھی خشک ہو گئے۔ اس نے آنکھیں بند کر کے اور ہاتھ جوڑ کر خدا سے دعا کی کہ اے مالک دو جہاں' اے شریف لڑکیوں کی عزت کے رکھوالے ہماری بھی سن۔۔۔۔۔۔میری مدد کر۔۔۔۔۔ میری عزت کو بچا لے۔ اب شگفتنا کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ وحشی درختوں پر چڑھنا شروع ہو گئے تھے۔ ایک وحشی شگفتنا کے درخت پر بھی چڑھ رہا تھا۔ شگفتنا کا سانس خشک ہو گیا تھا۔ اس کا بدن تھر تھر کانپ رہا تھا۔ موت اس کے سامنے کھڑی تھی۔ وحشی ابھی اوپر آئے گا۔ پتوں میں چھپی ہوئی شگفتنا کو دیکھ کر وہ خوشی سے ایک چیخ مارے گا اور پھر سارے وحشی اس درخت پر ٹوٹ پڑیں گے اور شگفتنا کو رسیوں میں جکڑ کر لے جائیں گے۔ وحشی اب شگفتنا کے بالکل قریب آ گیا تھا۔ بس صرف ایک پتوں والی شاخ ہٹانے کی دیر تھی کہ شگفتنا اسے نظر آ جاتی۔

خدا نے شگفتنا کی فریاد سن لی تھی۔

شگفتنا کے سر کے اوپر سرسراہٹ سی ہوئی شگفتنا نے اوپر نظر اٹھائی۔ اب اس کی رہی سہی جان بھی نکل گئی۔ ایک سرخ آنکھوں والا موٹا سانپ رینگتا ہوا نیچے اتر رہا تھا۔ شگفتنا کا سارا جسم ٹھنڈا پڑ گیا۔ نیچے موت تھی اوپر موت تھی۔ نیچے وحشی اسے پکڑنے آ رہا تھا۔ اوپر سے سانپ اسے ڈسنے چلا آ رہا تھا۔ مگر قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ سانپ بڑی خاموشی سے شگفتنا کے قریب والی ٹہنی سے ہو کر نیچے کی طرف اتر گیا۔ تھوڑی دیر بعد شگفتنا نے اوپر نیچے چڑھتے ہوئے وحشی کی چیخ کی آواز سنی اور وہ دھڑام سے نیچے زمین پر گر پڑا۔ سانپ نے وحشی کو ڈس لیا تھا۔

خدا جانے سانپ کہاں گم ہو گیا۔ وہ اوپر نہیں آیا۔ وحشی کے نیچے

گرتے ہی سارے اور سردار اس کے گرد جمع ہو گئے۔ وحشی کے جسم میں سانپ کا زہر داخل ہو کر تیزی سے اپنا کام کر رہا تھا۔

سردار نے چیخ کر کہا:

"درخت سے پرے ہٹ جاؤ یہاں شیش ناگ ہے۔ اس کو شیش ناگ نے کاٹا ہے۔ اس کا سارا بدن پانی بن کر بہہ رہا ہے۔ یہاں سے بھاگو۔ شیش ناگ ہمیں بھی کاٹ لے گا۔"

سارے وحشی سردار کے پیچھے مرتے ہوئے وحشی کو اسی جگہ چھوڑ کر بھاگ جہاں ایک پل پہلے خطرناک قسم کے آدم خور شگفتا کی جان کے دشمن بنے جمع تھے۔ وہاں اب سناٹا چھایا ہوا تھا اور زمین پر ایک وحشی کی لاش پڑی تھی جو نیلی ہو کر پانی بن رہی تھی۔

شگفتا اس انقلاب پر دنگ رہ گئی۔ اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

اس نے ہاتھ باندھ کر اور آنکھیں بند کر کے خدا کا شکریہ ادا کیا۔

انسان بہت جلد گھبرا جاتا ہے۔ مگر جب وہ صبر کرتا ہے اور خدا سے سچے دل سے دعا کرتا ہے تو خدا اس کے غیب سے مدد کرتا ہے۔ وہ ایسا سبب بنا دیتا ہے کہ حیران ہو کر رہ جاتا ہے۔۔۔ اسے امید بھی نہیں ہوتی مگر اس کی جان بچ جاتی ہے۔ اور وہ کامیاب ہو جاتا ہے۔

جس سانپ کو دیکھ کر شگفتا سہم گئی تھی۔ اس نے شگفتا کے دشمن کو آگے بڑھ کر ہلاک کر ڈالا تھا۔ اور خود نہ جانے کہاں جا کر گم ہو گیا تھا۔ دشمن بھی مر گیا تھا۔ اور سانپ بھی غائب ہو گیا تھا۔

نیچے میدان صاف تھا۔ وحشی واپس بھاگ گئے تھے۔ انہوں نے جنگل میں کسی دوسری طرف کو شگفتا کی تلاش شروع کر دی تھی۔ پھر بھی وہ درخت اترتے ہوئے گھبراتی تھی اسے ڈر تھا کہ کہیں آس پاس کوئی جنگلی چھپا ہوا نہ ہو۔

چاند اب درختوں کے اوپر آ کر چمک رہا تھا اور اس کی روشنی گھنی

شاخوں میں سے چھن چھن کر نیچے آ رہی تھی۔ جنگل میں پچھلے پہر کی ٹھنڈی ہوا چلنے لگی تھی۔ اس ہوا میں دلدلوں اور تالاب میں ڈوبے ہوئے سرکنڈوں کی بو تھی۔ شکنتلا نے سوچا کہ اس وقت اس کی تلاش میں وہ دوبارہ یہاں آئیں گے۔ اور وہ پکڑی جائے گی۔ وہ درخت سے نیچے اتر آئی۔ سوکھے پتوں پر وحشی کی لاش بڑی حالت میں پڑی تھی شکنتلا اس پر ایک نظر ڈال کر وہاں سے بھاگ اٹھی۔

وہ اب جنوب کی طرف جا رہی تھی جدھر وحشی نہیں گئے تھے۔ چاندنی میں جنگل کے راستے صاف دکھائی دے رہے تھے۔ شکنتلا کو اپنے اندر ایک نئی طاقت محسوس ہو رہی تھی۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا۔ جیسے خدا اس کے ساتھ ہے۔ خدا نے اس کی دعا سن لی تھی اور اسے دشمن سے بچا لیا تھا۔ آگے ایک ندی آ گئی۔ شکنتلا ندی میں سے گزر کر جنگل کے دوسرے حصے میں آ گئی۔ یہاں املی اور سال سے گزر کر

جنگل کے دوسرے حصے میں آ گئی۔ یہاں املی کے گھنے درختوں پر شبنم ٹپک رہی تھی درخت اتنے گھنے تھے کہ چاندنی بڑی مشکل سے اندر داخل ہو رہی تھی۔ شکنتلا کو ڈر سا لگا لیکن پیچھے موت اس کا پیچھا کر رہی تھی۔

اس نے خدا کا نام لیا اور جنگل کے اندھیرے میں داخل ہو گئی۔ اتنی دیر جنگلوں میں رہتے رہتے اسے وہاں کی ہر قسم کی بو سے واقفیت ہو گئی تھی۔ اس گھنے جنگل میں آتے ہی اس نے شیر کی خاص قسم کی بو محسوس کی وہ ایک پل کے لیے رک گئی۔ بو ان درختوں کی طرف سے آ رہی تھی جن کا سلسلہ دور پچھلی پہاڑیوں کی طرف چلا گیا تھا۔ وہ رک کر سوچنے لگی کہ اسے باقی رات کسی درخت پر چڑھ کر گزارنی چاہیے تاکہ شیر کا خطرہ ٹل جائے۔ مگر اب رات بہت تھوڑی رہ گئی پو پھٹنے والی تھی تھوڑی سی دیر کے لیے وہ کیا درخت پر چڑھنے اور پھر اترے۔

اب وہ کچھ کچھ بہادر ہو گئی تھی اور وہ آگے بڑھتی جائے گی۔
یہ فیصلہ کر کے شکنتلا دوسری طرف سے ہو کر جنگل میں آگے بڑھنے لگی
یہاں اسے تھوہے کی گھنی جھاڑیاں ملیں جن کی اندر اندھیرا چھایا ہوا تھا
یہ جھاڑیاں چاروں طرف اپنی شاخیں گرا کر اندر ایک چھوٹا سا غار بنا
لیتی ہیں۔
جنگلی جانور عام طور پر اس قسم کی غار میں چھپے رہتے ہیں۔ شیر اکثر
راتوں کو انہی جھاڑیوں میں چھپ کر شکار کرتا ہے۔ شکنتلا ان
جھاڑیوں سے بچ بچ کر آگے بڑھ رہی تھی۔ مگر یہ جھاڑیاں قدم قدم پر
تھیں اور شکنتلا کو یہ ڈر تھا کہ کسی جھاڑی میں سے کوئی جنگلی درندہ نکل
کر اس پر حملہ نہ کر دے۔
شیر کی خاص بو اب نہیں آ رہی تھی۔
اس کی وجہ یہ تھی کہ ہوا شکنتلا کی مخالف سمت کو چل رہی تھی یعنی ہوا

جنگل میں شکنتلا کے پیچھے سے آگے کو چل رہی تھی اور شیر شکنتلا کے
آگے ایک جگہ موجود تھا۔ شکنتلا اس شیر کی موجودگی سے بے خبر تھی۔
اگر اسے ہوا میں شیر کی بو آ جاتی تو وہ کبھی آگے بڑھنے کی جرات نہ کرتی
اور اس قدر قریب ہو پا کر ضرور کسی درخت پر چڑھ جاتی۔ مگر مخالف
سمت کی ہوا نے اسے دھوکے میں رکھا۔
اس نے اب بھاگنا بند کر دیا تھا۔ وہ بھاگ نہیں رہی تھی بلکہ تیز تیز
قدموں سے چل رہی تھی چلتے چلتے اسے اپنے راج کنور اور کمسن بچے
کا خیال آ کہ وہ شاہی محل میں آرام سے سو رہا گا۔۔۔
اسے کیا خبر کہ اس کی بیوی اس کی مہارانی اس وقت اسی کے ملک کے
ایک جنگل میں در بدر بھٹک رہی ہے۔ اور دشمن اس کے پیچھے لگے
ہوئے ہیں۔
پھر اسے عنبر کا خیال آ گیا کہ وہ بے چارہ اس کے لیے کس قدر پریشان

ہو رہا ہوگا۔ خدا جانے وہ جنگل میں کس جگہ اسے تلاش کرتا پھر رہا ہوگا
خدا جانے وہ خود کہاں ہوگا؟ کس عالم میں ہوگا؟

ظاہر ہے وہ شکنتلا کے بغیر آگے نہیں گیا ہوگا۔ وہ اسے چشمے پر غائب پا
کر بہت حیران اور پریشان ہوا ہوگا۔ پھر اس نے شکنتلا کی تلاش
شروع کر دی ہوگی اور نہ جانے اس وقت کہاں کہاں اس کی تلاش میں
مارا مارا پھر رہا ہوگا۔ شکنتلا اپنے عنبر بھائی کے کردار کی عظمت سے
بہت متاثر تھی۔ اس نے شکنتلا کو بہن بنا کر پورے بھائی کا حق ادا کر
دیا تھا۔ وہ اپنی بہن ماریا اور ناگ کو بھول کر شکنتلا کی مدد کر رہا تھا۔ اس
نے شکنتلا کے ساتھ عہد کیا تھا کہ وہ اسے اس کے گھر پہنچا کر دم لے گا
اور وہ اس وعدے پر ایک مکمل بہادر اور شریف انسان کی طرح عمل کر
رہا تھا۔

شکنتلا کے پاؤں من من کے بھاری ہو گئے۔ اس کا بدن ٹھنڈا برف ہو

گیا۔ وہ جہاں کھڑی تھی وہیں کھڑی کی کھڑی رہ گئی۔ ہلکی ہلکی صبح کی
روشنی چاندنی میں شامل ہو کر جنگل کے درختوں میں پھیل رہی تھی۔
شکنتلا نے دیکھا کہ تھوڑے فاصلے پر سامنے مہوے کی جھاڑیوں کے
باہر زرد دھاریوں اور بہت بڑے سر والا ایک شیر بیٹھا اس کی طرف
اپنی سرخ آنکھوں سے گھور رہا تھا۔

خنجر ماردو

شگفتہ پتھر کا بت بنی شیر کو دیکھ رہی تھی۔

جب سے وہ وحشی جنگلیوں کی قید سے بھاگی تھی یہ پہلی بار تھی کہ وہ ڈر محسوس کررہی تھی۔ شیر اپنی جگہ پر جم کر بیٹھا تھا۔ وہ شگفتہ کی طرف گھور رہا تھا اور ہولے ہولے غرارہا تھا۔ جیسے کہہ رہا ہو کہ تم اس طرف کیوں آ گئی ہو؟ کیا تمہیں معلوم نہیں تھا۔ کہ ادھر جنگل کا بادشاہ بیٹھا آرام کر رہا ہے۔ شگفتہ میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ اپنی جگہ سے ہل سکے۔

درختوں پر پرندے اڑ چکے تھے۔ درختوں کے پیچھے سے سورج کی

روشنی پھیلنے لگی تھی شگفتہ نے صبح کی پہلی روشنی میں دیکھا کہ شیر بہت بڑا تھا۔ اس کے جسم پر سیاہ اور پیلی دھاریاں تھیں۔ اس کی آنکھیں چمک رہی تھیں اور غراتے ہوئے اس کے لمبے دانتوں والے جبڑے پھڑ پھڑا رہے تھے۔

شگفتہ کو اپنی موت سامنے نظر آ رہی تھی۔

کمزوری اور خوف کے مارے اس کی ٹانگیں لڑکھڑائیں اور وہ زمین پر بیہوش ہو کر گر پڑی۔ اس کے گرتے ہی شیر گھبرا کر اٹھ بیٹھا۔ جنگل کے سارے جانور اور درندے انسان سے ڈرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایسی طاقت دی ہے کہ اس کی شکل دیکھ کر ہی درندے کو دیکھ کر خود گھبرا جائے تو جانور کا دل بڑھ جاتا ہے۔ اور وہ خود انسان پر حملہ کر دیتا ہے۔ مگر جنگل کا شیر جب تک آدم خور نہ بن جائے وہ کبھی کسی انسان پر حملہ نہیں کرتا۔ جنگل میں وہ انسان کو دیکھ کر خود ہی کترا کر نکل

جاتا ہے۔اگر انسان شیر کے علاقے میں نکل آئے تو شیر غرا کر اسے کہتا ہے کہ وہ وہاں سے چلا جائے۔عقل مند انسان شیر کی غراہٹ سن کر چپکے سے راستے بدل کر دوسری طرف نکل جاتا ہے۔شیر نے جب شگفتا کو دیکھا تھا تو وہ اسی لیے غرایا تھا کہ شگفتا ادھر کیوں آ گئی ہے۔ وہ وہاں سے چلی جائے۔لیکن بے چاری شگفتا کو اس کی کیا خبر تھی۔ وہ گھبرا گئی اور خوف کے مارے بے ہوش ہو کر گر پڑی۔

شیر بڑی شاہانہ چال سے چلتا ہوا بے ہوش شگفتا کے پاس آیا۔اس نے اپنا بھاری بھر کم سر جھکا کر غور سے شگفتا کو دیکھا۔شگفتا بے ہوش تھی۔اگر وہ ہوش میں ہوتی تو شیر کا سر اپنی آنکھوں اور چہرے کے اس قدر قریب دیکھ کر ضرور مر جاتی۔کیونکہ اس کا ڈر اور خوف بیدار ہو چکا تھا۔خوف اس قدر بڑی چیز ہے کہ انسان خوف میں اپنا نقصان کر ڈالتا ہے۔انسان کو مصیبت کے وقت کبھی خوف نہیں کھانا چاہیے۔

خوف کھانے سے انسان بہت ہی کمزور ہو جاتا ہے اور پھر اس میں اتنی ہمت نہیں رہتی کہ وہ مصیبت کا مقابلہ کر سکے۔بعض لوگ شیر یا ہاتھی کو سامنے دیکھ کر ہی خوف سے مر جاتے ہیں؛ حالاں کہ اگر وہ ایک بہادر آدمی کی طرح مقابلہ کرتے تو شیر یا ہاتھی کو بھگا دیتے۔

پس انسان کو چاہتے کہ وہ کبھی کسی چیز کو دیکھ کر خوف زدہ نہ ہو۔اس سے ڈرنے کی بجائے بہادری سے مقابلہ کرے۔بہادر آدمی کے سامنے دنیا کی کوئی بھی مصیبت نہیں ٹھہر سکتی۔انسان کی بہادری سے مقابلہ کرتے دیکھ کر بڑے بڑے شیر، ہاتھی اور جن بھوت بھاگ جاتے ہیں۔کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جتنی طاقت اور عقل انسان کو دی ہے اتنی کسی جانور کو نہیں دی۔شگفتا اگر بہادری اور جی داری سے کام لیتے ہوئے وہاں سے دوسری طرف چلی جاتی تو شیر اسے کچھ بھی نہ کہتا۔ شیر اب بھی اسے کچھ نہیں کہہ رہا تھا۔

شیر نے شگفتہ کے چہرے کو سونگھا اور منہ اوپر اٹھا کر ایک بھرپور انگڑائی لی اور چپکے سے قدم قدم چلتا جنگل میں ایک طرف چلا گیا۔ دن نکل آیا تھا۔ دھوپ درختوں میں سے چھن کر آ رہی تھی۔

شگفتہ ابھی تک بے ہوش پڑی تھی۔ شیر کے وہاں سے چلے جانے کے بعد پرندے بھی درختوں پر واپس آ گئے اور انہوں نے شاخوں میں چہچہانا شروع کر دیا۔

ان کے شور سے شگفتہ کو ہوش آ گیا۔

پہلی بار تو اسے خیال آیا کہ وہ مر چکی ہے۔ شیر نے اسے کھا لیا تھا اور وہ جنت کے باغ میں آ گئی ہے۔ جہاں خوبصورت پرندے درختوں پر گیت گا رہے ہیں۔ مگر جب اس نے دیکھا کہ وہ اسی جنگل میں لیٹی ہے جہاں اس نے شیر کو دیکھا تھا تو وہ سمجھ گئی کہ ابھی وہ زندہ ہے۔

اب وہ یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ شیر وہاں بیٹھا ہے یا نہیں؟ اس نے چپکے چپکے سر اٹھا کر دیکھا۔ شیر وہاں سے جا چکا تھا۔

شگفتہ کی جان میں جان آئی۔

وہ آہستہ سے اٹھ کر بیٹھ گئی۔ چاروں طرف جنگل میں کوئی شیر نہیں تھا۔

شگفتہ نے خدا کا شکریہ ادا کیا کہ وہ شیر کے حملے سے زندہ بچ گئی۔ شیر نے اس پر حملہ نہیں کیا تھا۔ اگر وہ حملہ کر دیتا تو اس وقت شگفتہ کی ہڈیاں وہاں پڑی ہوتیں۔

وہ کھڑی ہو گئی اور اس نے ایک بار پھر چاروں طرف دیکھا اور جنگل میں ایک طرف کو چلنے لگی۔ وہ تیز تیز چل رہی تھی۔ اس ڈر سے کہ کہیں شیر دوبارہ وہاں سے نکل کر نہ آ جائے۔ وہ جتنی جلدی ہو سکے وہاں سے بھاگ جانا چاہتی تھی۔

دن کا اجالا پھیل جانے کی وجہ سے جنگل میں ہر شے صاف نظر آ رہی تھی۔ یہاں شگفتہ نے تالاب دیکھے جن کی سطح پر کائی جمی ہوئی تھی اور

کناروں پر گلابی رنگ کے کنول کھلے ہوئے ایک سانپ شکنتلا کے پاؤں کے قریب سے ہو کر تیزی سے گزر گیا۔ شکنتلا تڑپ کر پرے ہٹ گئی۔ اگر وہ پھرتی نہ کرتی تو ہو سکتا تھا کہ سانپ اسے کاٹ کھاتا۔

اب ہم شکنتلا کو اسی جنگل میں چھوڑتے ہیں اور ذرا عنبر کی خبر لیتے ہیں کہ وہ کس حالت میں ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں۔ عنبر نے جنگل کے ہاتھی کو ہلاک کر دیا تھا اور قبیلے کی سردارنی نے اس کے ساتھ شادی کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اور قبیلے کا سردار بن جائے اور پھر ان لوگوں کی مدد سے شکنتلا کو جنگل میں تلاش کروائے اور اس کے بعد اسے ساتھ لے کر یہاں سے فرار ہو جائے۔ لیکن قبیلے کا وزیر کا دشمن بن گیا تھا۔ اس نے رات کو عنبر کو ہلاک کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اس لیے کہ وہ خود سردارنی سے بیاہ رچانا چاہتا تھا۔ اس بے وقوف کو یہ خبر نہیں تھی کہ عنبر نہیں مر سکتا۔

عنبر سردارنی کی طرف سے دی گئی ایک خاص جھونپڑی میں بڑے خوبصورت تخت پر لیٹا شکنتلا، ماریا اور ناگ کے بارے میں غور کر رہا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اس کی زندگی بھی کیا زندگی ہے کہ ہر روز ایک نئی مصیبت ایک نئی مشکل سامنے آن کھڑی ہوتی تھی اور وہ اس کا مقابلہ شروع کر دیتا ہے۔ ویسے عنبر کو مشکلات کا مقابلہ کرنے میں مزا آتا تھا لیکن شکنتلا گم ہو جانے سے وہ بہت پریشان تھا۔ کم از کم اسے اتنی تو خبر ہوتی کہ شکنتلا فلاں جگہ پر ہے۔ اسے تو شکنتلا کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہیں تھا۔ وہ پہلو بدل رہا تھا۔ اسے نیند نہیں آ رہی تھی۔

جھونپڑی میں ایک ہرن کی چربی کا چراغ جل رہا تھا۔

ٹھیک اس وقت وزیر کا بھیجا ہوا ایک خاص آدمی خنجر ہاتھ میں لیے جھونپڑی کے باہر پہنچ کر اندر دیکھا۔ عنبر جاگ رہا تھا۔

وحشی اس کے سونے کا انتظار کرنے لگا۔

عنبر اس گھناوئی سازش سے بے خبر تھا کچھ دیر وہ شگفتا اور ماریا وغیرہ کے بارے میں سوچتا رہا۔ پھر اس نے آنکھیں بند کر لیں اور سونے کی کوشش کرنے لگا۔ اسے نیند نہیں آ رہی تھی۔ پھر بھی وہ سونے کی کوشش کرتے ہوئے لیٹا رہا۔

باہر کھڑے ہوئے وحشی نے جب دیکھا عنبر سو گیا ہے تو وہ چپکے سے خنجر ہاتھ میں لیے جھونپڑی کے اندر آ گیا۔ جھونپڑی کے دروازے کے باہر جو پہریدار تھا وہ بھی سو رہا تھا۔ وحشی جھونپڑی میں داخل ہو کر ایک طرف ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ تسلی کرنا چاہتا تھا کہ عنبر جاگ تو نہیں رہا اصل میں عنبر کی اس وقت سچ مچ آنکھ لگ گئی تھی اور وہ سو گیا تھا۔ وحشی دبے پاؤں عنبر کے تخت کی طرف بڑھا۔

عنبر بے خبر ہو کر سو رہا تھا۔

وحشی نے عنبر کے چہرے پر جھک کر دیکھا وہ ہلکے ہلکے خراٹے لے رہا

تھا۔ وحشی کی آنکھیں خوشی سے چمک اٹھیں شکار اس کے جال میں آ گیا تھا۔ وزیر نے اس شخص کو بکریاں دینے کا لالچ دے کر عنبر کے قتل پر راضی کیا تھا۔ اسے خوشی تھی کہ عنبر کو مار کر وہ سات بکریاں حاصل کر سکے گا اور بڑے مزے سے روز اس کا دودھ پیا کرے گا۔ وحشی نے پوری طاقت سے خنجر والا ہاتھ اٹھایا اور پوری طاقت سے خنجر کے دل میں گھونپ دیا۔ عنبر کو ایک جھٹکا سا لگا۔ اس کی آنکھ کھل گئی۔ اس نے دیکھا ہے کہ ایک وحشی اس پر جھکا مسکرا رہا ہے اور خنجر اس کے سینے میں گھسا ہوا ہے عنبر جلدی سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔

وحشی جلد سے پرے ہٹ گیا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک آدمی کے سینے میں خنجر لگے اور وہ اٹھ کر بیٹھ جائے؟ وحشی کے لیے یہ عجیب و غریب بات تھی جسے وہ اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ رہا تھا۔ عنبر کے جسم سے کوئی خون نہیں نکل رہا تھا۔ اس کے جسم پر کوئی زخم بھی نہیں آیا تھا۔ عنبر

نے اپنے سینے میں سے خنجر نکال کر ہاتھ میں لے لیا اور وحشی کا ہاتھ اپنی طرف کھینچا۔ وہ زمین پر گر پڑا۔

عنبر نے خنجر اس کے منہ پر لہرا کر کہا:

"بول تو یہاں کس کے حکم سے آیا ہے؟"

وحشی کو اچھی معلوم تھا کہ اگر اس نے وزیر کا نام لے لیا تو وہ اسے ہرگز زندہ نہیں چھوڑے گا۔ اس نے وہاں سے بھاگنے کا فیصلہ کر لیا۔ کہنے لگا۔

"ابھی بتاتا ہوں پہلے مجھے پانی پلاؤ۔"

عنبر پانی لینے کے لیے دوسری طرف ہٹا ہی تھا کہ وحشی نے ایک چھلانگ لگائی اور جھونپڑی سے نکل کر جنگل کے اندھیرے میں گم ہو گیا۔

عنبر اسے دیکھتا ہی رہ گیا؛ بہر حال وہ اس کی شکل پہچان سکتا تھا۔ اس

نے سوچا کہ صبح اٹھ کر وہ سردارنی سے بات کرے گا۔

اور وحشی کو پہچان کر سزا دلوائے گا۔ عنبر تخت پر دوبارہ لیٹ گیا اور سونے کی کوشش کرنے لگا۔

وحشی رات کے اندھیرے میں دوڑتا ہوا سیدھا وزیر کے جھونپڑے میں پہنچا۔ وزیر پہلے ہی سے اس کا انتظار کر رہا تھا۔ وحشی اندر داخل ہوا تو وزیر نے جھونپڑی کا دروازہ بند کر لیا اور اس سے پوچھا:

"کیا تو نے میرے دشمن کو قتل کر دیا؟"

وحشی نے سر ہلا کر کہا:

"نہیں میرے آقا۔"

وزیر نے گرج کر پوچھا:

"کیوں؟"

وحشی بولا:

"وہ انسان نہیں کوئی دیوتا ہے آقا۔"

"کیا مطلب؟" وزیر نے پوچھا۔

وحشی کہنے لگا:

"مطلب یہ میرے آقا کہ میں نے پوری طاقت سے خنجر اس کے سینے میں عین دل میں اتارا تھا۔ مگر وہ پھر بھی زندہ رہا۔ اسے کچھ بھی نہیں ہوا نہ اس کے جسم سے کوئی خون بہا اور نہ اس کے سینے پر کوئی زخم لگا۔ میری آنکھوں کے سامنے اس نے خنجر اپنے سینے سے کھینچ لیا۔ اور پھر مجھے پکڑ لیا۔"

وزیر نے فکر ہو کر کہا:

"تم نے اسے کچھ بتایا تو نہیں؟"

وحشی بولا:

"میں وہاں موقع پا کر بھاگ آیا ہوں۔ مگر اس نے میری شکل اچھی

طرح دیکھ لی ہے۔ اب وہ صبح سردارنی کو سب کچھ بتا دے گا آقا اور سردارنی مجھے شیر کے آگے ڈال دے گی۔ مجھے بچائیے۔ میری زندگی آپ کے ہاتھ میں ہے۔"

"تم ابھی اس وقت یہاں سے بھاگ جاؤ اور دریا پار دوسرے قبیلے میں پہنچ جاؤ۔ وہاں میرا بھائی رہتا ہے۔ تم اسے جانتے ہو۔ وہ تمہیں بھی جانتا ہے۔ اسے سب کچھ بتا دینا۔ میں اس کی مدد سے اس قبیلے پر حملہ کرنا چاہتا تھا۔ میرے بھائی سے کہنا کہ ابھی وہ کچھ دیر انتظار کرے چلو' جلدی بھاگ جاؤ' ابھی رات باقی ہے۔ نہیں تو صبح ہو جائے گی اور پھر تمہارا بچانا میرے لیے مشکل ہو جائے گا۔"

وحشی اٹھ کر جنگل کے اندھیرے میں گم ہو گیا۔

وزیر دیر تک جھونپڑی میں ٹہلتا رہا اور وہ بچ جائے؟ کہیں یہ عنبر سچ مچ جادوگر تو نہیں ہے؟ ضرور وہ جادوگر ہے۔ ورنہ ایسا کبھی نہیں کر سکتا۔

اس نے جادو کے زور سے اپنی جان بچائی ہے۔ پھر اسے کس طرح ہلاک کیا جائے؟ کیا اسے اجازت دے دی جائے کہ وہ سردارنی سے شادی کر لے؟ اب تو پانی سر سے گزر گیا ہے۔ اب کچھ نہیں ہو سکتا۔

صبح ہو گئی۔ شادی کی تیاریاں زور شور سے شروع ہو چکی تھیں۔

دن نکلتے ہی عنبر نے سب سے پہلی بات سردارنی کو یہ بتائی کہ رات اس کے قبیلے کے ایک آدمی نے اس پر قاتلانہ حملہ کیا تھا۔ سردارنی غصے میں آ گئی!

"کون ہے وہ بدبخت جس نے تم پر حملہ کرنے کی جرات کی؟ کیا تم اسے پہچان لو گے؟"

"ہاں، میں سے پہچان لوں گا۔"

سردارنی نے قبیلے کے سارے آدمیوں کو ایک قطار میں کھڑا کر دیا۔ عنبر ایک ایک وحشی کو غور سے دیکھنے لگا۔ وہ ساری قطار کے آگے سے

گزر گیا۔ لیکن جس آدمی نے اس پر حملہ کیا تھا وہ وہاں موجود نہیں تھا۔

سردارنی نے پوچھا:

"کیا قاتل نہیں ملا؟"

عنبر نے کہا:

"سردارنی میرا قاتل ان لوگوں میں نہیں ہے۔ وہ ضرور یہاں سے فرار ہو چکا ہے۔"

سردارنی نے کہا:

"ابھی پتہ چل جاتا کہ کون آدمی غائب ہوا ہے۔"

سردارنی نے جب پتہ کرایا وحشیوں کی پڑتال کی تو معلوم ہوا کہ ایک وحشی کم ہے۔ وہ قبیلے کو چھوڑ کر بھاگ چکا تھا۔ سردارنی غصے سے پیچ و تاب کھاتی رہ گئی۔ وہ کچھ نہیں کر سکتی تھی۔ لیکن وہ بڑی حیران تھی کہ عنبر پر حملہ اس شخص نے کس لیے کیا؟

اسے کیا ضرورت تھی کہ سردارنی کے ہونے والے دولہا کو وہ ہلاک کرے؟

عنبر نے کہا:

"میرا خیال ہے کہ کسی نے اسے اس کام کے لیے بھیجا تھا۔"

سردارنی نے تڑپ کر پوچھا:

"کون ہو سکتا ہے میرا دشمن؟ اس کا نام لو۔ میں ابھی اس کا خون پی جاؤں گی۔"

عنبر کو وزیر کو پہلے ہی شک تھا۔ لیکن اس نے اس کا نام لینا مناسب نہ سمجھا۔ کیونکہ اس کے پاس ثبوت کوئی نہیں تھا۔

اس نے سردارنی سے کہا:

"میں کسی کا بھی نام نہیں لے سکتا سردارنی۔"

سردارنی نے کہا:

"بہر حال میں اس شخص کو کبھی معاف نہیں کروں گی۔"

اس نے چند ایک وحشیوں کو حکم دیا کہ جنگل جنگل گھوم کر قاتل کو تلاش کیا جائے اور اس کا سر کاٹ کر اس کی خدمت میں پیش کیا جائے۔

اس کام سے فارغ ہو کر سردارنی نے عنبر سے کہا:

"آج ہماری تمہاری شادی ہو جائے گی۔ تم اس قبیلے کے سردار بن جاؤ گے پھر تمہیں ہمارے قبیلے میں ہی رہنا اور مرنا ہوگا۔۔۔"

عنبر کو چونکہ شگنتا کو تلاش کرنے کی غرض تھی اور وہ اسی لیے قبیلے کا سردار بننا چاہتا تھا۔ اس لیے اس نے سردارنی سے کہا:

"یہ میری خوش قسمتی ہے سردارنی کہ تم مجھے قبیلے کا سردار چن رہی ہو۔ پھر بھلا مجھے کیا ضرورت ہے کہ یہاں سے بھاگوں؟ ایسی اچھی زندگی مجھے اور کہاں ملے گی؟ اور پھر میرا اس دنیا میں کون ہے جس کے پاس بھاگ کر میں جاؤں گا۔"

سردارنی نے خوش ہو کر کہا:

"شاباش مجھے تم سے یہی امید تھی۔ اچھا اب ایک بات بتاؤ گے؟"

"کیا"؟

سردارنی غور سے گھورتے ہوئے پوچھا:

"کیا تمہارے پاس کالا جادو ہے؟"

عنبر نے مسکرا کر کہا:

"اسکا جواب میں وقت آنے پر دوں گا سردارنی۔"

سردارنی خاموش ہو گئی۔ اس نے سوچا کہ وہ پھر کبھی اس سے یہ بات پوچھ لے گی۔ اب تو عنبر نے ساری زندگی اسی قبیلے میں بسر کرنی ہے پھر کسی وقت سہی۔۔۔ اسی روز عنبر کی سردارنی سے شادی ہو گئی اور وہ اس قبیلے کا سردار بن گیا۔

وزیر غصے سے تلملا ہی رہ گیا۔

شیر آیا تھا

اب ذرا شکنتلا کی خبر لیں کہ وہ کس حال میں ہے؟

ہم اسے جنگل میں چھوڑ آئے تھے۔ دن چڑھ آیا تھا۔ درختوں کے اوپر دھوپ تھی۔ درختوں کے نیچے بہت کم دھوپ پہنچ رہی تھی۔ اس لیے کہ درختوں کی شاخیں بہت گھنی تھیں۔ شکنتلا بے چاری آگے ہی آگے بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ نہ اسے راستے سے واقفیت تھی نہ اسے یہ خبر تھی کہ وہ کہاں جا رہی ہے۔ بس وحشیوں ڈر سے چلی جا رہی تھی۔

یہ جنگل ہر قسم کے جنگلی درندوں سے بھرا ہوا تھا۔ ابھی وہ شیر کی مصیبت

سے بچی تھی کہ اب اسے جنگل میں سوچنے لگی کہ آواز کدھر سے آئی تھی
؟ دوسری بار ہاتھی چنگھاڑا تو بالکل قریب سے آواز آئی سوائے درخت
پر چڑھ کر جان بچانے کے اور کوئی چارہ نہیں تھا۔

اس نے ایک درخت کو دیکھا جس کی ٹہنیاں بہت جھکی ہوئی تھیں لپک
کر اس درخت پر چڑھ گئی۔ اور پتوں میں اپنے آپ کو چھپالیا۔ اب
وہ ہاتھی کی راہ دیکھنے لگی کہ کم بخت وہاں سے گزر جائے تو وہ اتر کر
آگے چلے۔ ہاتھی شاید کسی جگہ گھاس کھانے کے لیے رک گیا تھا۔
جنگل میں سوائے پرندوں کے چہچہانے کے اور کسی کی آواز سنائی نہیں
دے رہی تھی۔ ہاتھی ایک بار پھر چنگھاڑا اور پھر وہ درختوں میں سے
نکل کر سامنے آگیا۔ شکنتلا نے اسے شاخوں میں سے دیکھا تو اس کا
دل خوف سے دھڑکنے لگا۔

کم بخت بڑا اونچا لمبا ہاتھی تھا۔ دھپ دھپ زمین پر پاؤں مارتا چلا

آرہا تھا۔ اب جو شکنتلا نے دیکھا تو اس کا خون خشک ہو گیا۔ اس ہاتھی
کے پیچھے ایک اور ہاتھی چلا آرہا تھا۔ جو شاید ہتھنی تھی۔ دونوں اس
درخت کے نیچے آکر کھڑے ہو گئے جس کے اوپر شکنتلا نے پناہ لے
رکھی تھی ہاتھی نے سونڈ بڑھا کر درختوں پر سے ٹہنیاں نوچ نوچ کر
کھانی شروع کر دیں۔ شکنتلا ڈرنے لگی کہ اگر ہاتھی نے اس کے
درخت کی شاخیں نوچنا شروع کر دیں تو وہ اسے نظر آجائے گی اور
ہاتھی تو پھر اسے کبھی نہیں چھوڑتے گا۔ وہ دل میں خدا سے دعا کرنے
لگی کہ وہ اسے اس مصیبت سے بچائے۔

ہاتھی درختوں کے پتے نوچ رہا تھا۔ ہتھنی چپ چاپ کھڑی اپنی سونڈ
ہلا رہی تھی اچانک اس نے سونڈ اوپر اٹھا کر فضا میں کچھ بو سونگھی اور
پھر ایک خاص انداز میں چنگھاڑی ہاتھی بھی چوکنا ہو گیا۔ اس نے سونڈ
میں جو ٹہنی پکڑی ہوئی تھی۔ وہ نیچے پھینک دی اور رخ موڑ کر اس

طرف دیکھنے لگا جدھر اس کی ہتھنی دیکھ رہی تھی۔ شکنتلا بھی خبردار ہو گئی
اس نے سوچا کہ ضرور کوئی عجیب و غریب بات ہونے والی ہے۔

اتنے میں جنگل میں ریچھ کی آواز سنائی دی اس آواز میں وحشی بن تھا۔
معلوم ہوتا تھا کہ ریچھ پاگل ہو کر ادھر نکل آیا ہے تھوڑی دیر وہاں گہری
خاموشی رہی۔ دونوں ہاتھی اور ہتھنی چپ چاپ جدھر سے ریچھ کی
آواز آئی تھی ادھر تکتے رہے۔ شکنتلا بھی اسی طرف دیکھ رہی تھی۔

اچانک بھورے رنگ کا ایک ہٹا کٹا پلا ہوا ریچھ اپنی گردن مارتا
جھاڑیوں میں سے نکلا اور ہاتھی اور ہتھنی کو سامنے دیکھ کر اسی جگہ ٹھٹھک
گیا۔ اسے توقع نہیں تھی کہ ہاتھی سے اتنی جلدی سامنا ہو جائے گا۔
پھر اسے یہ بھی امید نہیں تھی کہ ساتھ ہتھنی سے بھی مقابلہ کرنا ہو گا۔ لیکن
ریچھ نے لڑنے مرنے کا کسی بات پر ڈٹ جائے تو پھر اس کی لاش ہی
پیچھے ہٹائی جا سکتی ہے۔ ریچھ کو کوئی پیچھے نہیں ہٹا سکتا۔

چنانچہ یہ ریچھ بھی دو ہاتھی دیکھنے کے باوجود ڈٹ گیا اور مقابلے کے
لیے تیار ہو گیا۔ اب سوال یہ تھا کہ دیکھیں پہلے حملہ کون کرتا ہے۔
شکنتلا درخت کی شاخوں می دبکی بیٹھی یہ سارا تماشہ دیکھ رہی تھی۔ اتنے
میں ہتھنی پیچھے ہٹ گئی اور ہاتھی نے سونڈ اوپر اٹھا کر زور سے چنگھاڑ
ماری اور ریچھ کی طرف بڑھا۔ ہاتھی یہ چاہتا تھا کہ ریچھ کو اپنی سونڈ میں
لپیٹ کر پاؤں اوپر رکھ کر چیر ڈالے اور ریچھ اس فکر میں تھا کہ موقع ملتے
ہی اپنے لمبے لمبے ناخنوں سے ہاتھی کا پیٹ ادھیڑ ڈالے یا اس کی سونڈ
کو کاٹ کر رکھ دے۔

ہاتھی پہل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے آگے بڑھ کر سونڈ کو گھما
کر ہزاروں من طاقت کا مکا ریچھ کی کمر پر مارا۔ مگر چالاک ریچھ
پھرتی سے ہاتھی کے نیچے آ گیا ہاتھی دوسری بار حملہ کے لیے آگے بڑھا تو
ریچھ چکر دے کر ہاتھی کے نیچے آ گیا۔ نیچے آتے ہی اس نے بڑی

پھرتی سے ہاتھی کے پیٹ میں اپنے لمبے لمبے ناخن مارنے شروع کر دیے۔ دیکھتے ہی دیکھتے ہاتھی کا سارا پیٹ پھٹ گیا اور ساری انتڑیاں وغیرہ نکل کر باہر زمین پر ڈھیر ہو گئیں ہاتھی نے زور کی چیخ ماری ہتھنی کو اپنی مدد کے لیے بلایا۔ لیکن شاید ہتھنی اس کے مرنے کا انتظار کر رہی تھی۔

ہتھنی پیچھے گئی۔ ہاتھی نے ریچھ کو اپنی سونڈ میں پکڑنا چاہا مگر خون بہہ جانے اور پیٹ پھٹ جانے سے وہ بے حد کمزور ہو گیا تھا۔ وہ لڑکھڑایا۔ ریچھ نے پیچھے سے آ کر ہاتھی کی سونڈ پر اس زور سے پنجہ مارا کہ وہ کٹ کر دور جا گری۔ اب ہاتھی بے بس ہو چکا تھا۔ وہ دھڑام سے زمین پر گر پڑا۔ ریچھ نے حملہ کر کے ہاتھی کی دونوں آنکھیں اور منہ چیر ڈالا ہاتھی کی دردناک چیخ سے جنگل گونج اٹھا۔ اب ہتھنی سے نہ رہا گیا۔ اس نے سونڈ اوپر اٹھا کر ایک وحشیانہ چیخ ماری اور پہاڑ کی طرح

آگے بڑھ کر ریچھ کو اپنی سونڈ میں لپیٹ لیا۔ ریچھ کو بھی امید نہیں تھی کہ ہتھنی ایک دم سے اس پر حملہ کر دے گی۔ وہ بڑے مزے سے ہاتھی کا چہرہ نوچ رہا تھا کہ ہتھنی نے پیچھے سے آ کر اسے اپنی لپیٹ میں لے لیا ہتھنی نے ریچھ کو سونڈ میں لپیٹے لپیٹے اوپر اٹھا لیا۔ ریچھ نے اس کی سونڈ پر بھی ناخنوں کے بلیڈ چلانے شروع کر دیے۔ ہتھنی کی سونڈ سے خون کی دھاریں جاری ہو گئیں۔ ہتھنی نے ریچھ کو چھوڑ دیا۔ ریچھ نیچے گرتے ہی جنگل کی طرف بھاگا۔ مگر ہتھنی اس سے اپنے ہاتھی کا بدلہ لینا چاہتی تھی۔

ریچھ اس کے چنگل سے نکل کر اتنی آسانی سے نہیں بھاگ سکتا تھا۔

ہتھنی نے لپک کر ریچھ کی پیٹھ پر زور سے سونڈ کا مکا مارا۔

ریچھ زمین پر لوٹنیاں کھانے لگا۔ ریچھ نیچے گرا ہی تھا کہ ہتھنی نے اس کے اوپر اپنا بھاری بھرکم پاؤں رکھ کر اسے پوری طاقت سے دبا دیا۔

ریچھ کی آخری چیخ نکلی اور وہ مر گیا۔ ہتھنی کا جوش ابھی ٹھنڈا نہیں ہوا تھا اس نے مرے ہوئے ریچھ کو اپنے پاؤں کے ساتھ دبا دیا۔ وہ زمین میں دب گیا۔ ہتھنی جنگل میں غائب ہو گئی شگفتہ درخت سے نیچے اتر گئی اور دریا کے ساتھ چلنے لگی۔ چلتے چلتے اس کو ایک کشتی نظر آئی۔

اس نے خدا کا شکر ادا کیا۔ اور اس پر سوار ہو گئی۔ دریا میں ابھی تھوڑی دیر ہی ہوئی تھی۔ کہ ایک مگر مچھ شگفتہ کی کشتی کا پیچھا کرنے لگا۔ شگفتہ نے دیکھا کہ ایک سیاہ مگر مچھ کو اپنا بھیانک منہ کھولے کشتی کا پیچھا کرتے دیکھا۔ اس نے اپنے آپ کو کشتی کے اندر چھپا لیا۔

مگر مچھ نے دیکھا کہ اس کا شکار غائب ہو گیا۔ خون خوار درندے کو عقل نہیں تھی کہ وہ کشتی کے اندر بھی جھانک سکتا۔ کچھ دور تک کشتی کا پیچھا کرنے کے بعد وہ واپس مڑ گیا۔ شگفتہ نے کافی دور جا کر سر اٹھا کر دریا میں دیکھا۔ مگر مچھ کہیں نہیں تھا۔ اس نے خدا کا شکر ادا کیا کہ اس

بلا سے نجات ملی۔ کشتی دریا کی لہروں پر بہتی جا رہی تھی۔

خدا جانے ہی دریا کہاں جا کر نکلتا تھا کہاں جا کر سمندر میں گرتا تھا یا کسی دوسرے کے ساتھ شامل ہو جاتا تھا۔

شگفتہ کو اتنا ضرور معلوم تھا کہ وہاں سے سمندر زیادہ دور نہیں ہے وہ سوچ کر کانپ گئی کہ اگر دریا کے ساتھ وہ بھی سمندر میں آن گری تو پھر کیا ہوگا؟ سمندر میں وہ اس چھوٹی سی کشتی پر بہت جلد تباہ ہو کر ڈوب جائے گی۔ اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ مگر وہ سخت جان ہو گئی تھی اور اب اس میں کافی ہمت پیدا ہو چکی تھی۔ اوپر تلے مصیبتیں اٹھانے سے اس میں اتنی صلاحیت پیدا ہو گئی تھی کہ مصیبت میں بھی سوچ سکے

اس نے اب کوشش شروع کہ کسی طرح وہ دریا کے دوسرے کنارے پر پہنچ جائے۔ یہ کام سوائے چپو کے نہیں ہو سکتا تھا۔ وہاں چپو وہ کہاں لاتی۔ اس نے ہاتھوں سے چپوؤں کا کام لینے کا فیصلہ کر لیا۔ شگفتہ نے

اپنا ایک ہاتھ پانی میں ڈال کر اسے چپو کی طرح چلانا شروع کر دیا۔
شکنتلا کا ایک ہاتھ تھک گیا تو اس نے دوسرے ہاتھ چپو بنالیا۔ دن
ڈھل رہا تھا کہ اس کی کشتی دریا کے دوسرے کنارے کے پاس آ گئی۔
شکنتلا بے حد تھک چکی تھی اسکے دونوں ہاتھ شل ہو چکے تھے۔
اب شکنتلا کو یہ ڈر تھا کہ لہریں اسے دوبارا بہا کر دریا کے بیچ میں نہ
لے جائیں؛ چنانچہ اس نے جلدی سے کشتی میں سے دوسرے
کنارے پر چھلانگ لگا دی۔ کشتی اسے کنارے پر پہنچا کر دریا میں
بہتی ہوئی دور نکل گئی۔ کنارے پر آتے ہی شکنتلا زمین پر لیٹ گئی وہ
اس قدر تھک گئی تھی کہ اس سے اٹھا بھی نہیں جا رہا تھا۔ وہ کافی دیر تک
لیٹ رہی پھر وہ اٹھ کر دریا کا تازہ میٹھا پانی پیا۔ منہ ہاتھ دھویا اور
گھاس پر بیٹھ کر سوچنے لگی کہ اب کدھر کو جائے؟
دریا کے اس کنارے سے آگے چھوٹے چھوٹے ٹیلے شروع ہو جاتے

تھے جن پر جھاڑیاں اور درخت اگے ہوئے تھے۔ یہ ٹیلے جہاں تک
نظر کام کرتی تھی بکھرے ہوئے تھے۔ شام سر پر آ رہی تھی۔
شکنتلا کو اب رات بسر کرنے کے لیے کسی ٹھکانے کی تلاش تھی۔
چھوٹے چھوٹے ٹیلوں کے جس جنگل میں وہ سفر کر رہی تھی۔ وہاں
جھاڑیاں بہت کم تھیں۔ زمین پر گھاس بے تحاشا اگی ہوئی تھی۔ شام
پڑ جانے کی وجہ سے گھاس کے اندر جھینگر اور درختوں پر پرندے بول
رہے تھے۔ شکنتلا کو سب سے زیادہ ڈر اس بات کا تھا کہ کہیں کوئی
سانپ گھاس میں سے نہ نکل آئے گرمی اور حبس بھی بڑھ گیا تھا۔
درختوں میں اندھیرا چھا گیا۔
پرندوں نے شاخوں میں بسیرا کر لیا اور خاموش ہونے لگے۔ آسمان
کہیں کہیں درختوں میں سے نظر آتا تھا۔ جہاں اکا دکا تارے
جھلملانے لگے تھے۔ شکنتلا کسی درخت پر ہی رات بسر کرنا چاہتی تھی۔

اس طرح وہ جنگلی درندوں سے بچ سکتی تھی۔ مگر یہاں درخت اونچے اونچے تھے۔ شگفتہ چلتے چلتے وہ تھک بھی گئی تھی اور رات کے وقت جنگل میں زیادہ چلنا ویسے بھی ٹھیک نہیں تھا۔

کیونکہ رات کو ہی جنگلی جانور اور درندے پانی اور خوراک کی تلاش میں نکلا کرتے ہیں۔

شگفتہ پریشان ہوگئی۔ اسے کوئی جگہ ایسی نہیں مل رہی تھی جہاں رات بسر کر سکے اس کی نظر ایک چٹان کی طرف گئی۔ یہاں ایک جگہ اسے غار سا نظر آیا۔ قریب جا کر اس نے دیکھا کہ یہ ایک چھوٹا سا کھوہ تھا۔ جس میں لیٹنے کی جگہ تھی۔ شگفتہ نے اس کھوہ میں رات بسر کرنے کا فیصلہ کر لیا اس نے تھوڑی سی گھاس زمین پر بچھا دی اور کھوہ میں داخل ہو کر اس کا منہ جھاڑیوں سے بند کر دیا۔

یہاں تھوڑی تھوڑی ٹھنڈک تھی اور مچھر بھی نہیں تھے۔ شگفتہ چپکے سے گھاس پر لیٹ گئی۔

رات گزرنے لگی۔ جنگل میں آہستہ آہستہ خاموشی چھا گئی۔ درختوں پر بیٹھے پرندے بھی سو گئے رات آدھی گزر گئی۔ شگفتہ کو نیند نہیں آ رہی تھی کیوں کھوہ کے اندر کچھ مچھر آ گئے تھے۔ جو شگفتہ کو سونے نہیں دے رہے تھے۔ اس نے اپنے آپ کو ساڑھی میں لپیٹ لیا اور سونے کی کوشش کرنے لگی وہ دن بھر کی تھکی ہوئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ اونگھنے لگی۔ پھر اسے نیند آ گئی۔

جنگل میں رات آدھی سے زیادہ گزر چکی تھی۔ ہر طرف گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ دور کبھی کبھی کسی الو کی بھیانک آواز گونج جاتی تھی۔

پھر ایسا ہوا کہ الو بولتے بولتے ایک دم رک گیا۔ ساتھ ہی جنگل میں کسی شیر نے ایک دھاڑ ماری۔ ایسا لگتا تھا کہ شیر بھوکا ہے اور شکار کی تلاش میں نکلا ہے۔ شگفتہ کھوہ کے اندر گہری نیند میں کھوئی ہوئی تھی۔

شیر کی ڈھاڑ سے ڈر کر ہرن جھاڑی میں سویا ہوا ہڑ بڑا کر اٹھا اور ایک طرف اٹھ کر دوڑا۔

شیر ہرن کے پیچھے لپکا ہرن چوکڑیاں بھرتا جنگل میں بھاگنے لگا۔ مگر وہ بھاگنے کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ ہرن اس طرف بھاگا چلا آ رہا تھا۔ جدھر شگفتہ کھوہ کے اندر سوئی تھی۔ وہاں سے تھوڑی دور پیچھے شیر نے چھلانگ لگائی اور وہ ہرن کے اوپر جا گرا۔ گرتے ہی شیر نے ہرن کی گردن کو منہ میں لے کر زور سے جھٹکا دیا۔ ہرن کی گردن ٹوٹ گئی۔

شیر نے وہیں شکار کا خون پی کر تھوڑا گوشت کھا کر پیٹ بھرا اور ہرن کی ادھ کھائی لاش کو چھپانے کے لیے کسی مناسب جگہ کی تلاش میں اسے منہ میں لے کر آگے چل پڑا۔

وہ کوئی ایسی محفوظ جگہ ڈھونڈ رہا تھا۔ جہاں ہرن کی لاش کو پتوں میں چھپا کر رکھ دے تا کہ اگلے روز پھر آ کر ہرن کے گوشت سے اپنا پیٹ

بھرے۔

ہرن کی لاش کو گھسیٹتے ہوئے شیر اس کھوہ کے پاس آ گیا۔ جس کے اندر شگفتہ سو رہی تھی۔ شیر نے کھوہ کے باہر جھاڑیوں میں لاش کو چھپایا اور خود واپس اپنی کچھار کی طرف چلا گیا۔ شگفتہ گہری نیند میں سوئی ہوئی تھی۔ رات ڈھلنے لگی پو پھٹ گئی۔ درختوں پر پرندے چہچہانے لگے۔ پھر سورج نکل آیا۔ سارے جنگل میں صبح کی روشنی پھیل گئی۔ پرندوں کی آوازوں سے شگفتہ کی آنکھ کھل گئی۔

وہ انگڑائی لے کر منہ ہاتھ دھونے کے لیے کھوہ سے باہر نکلی تو اچانک اس کی نظر ہرن کی ادھ کھائی لاش پر پڑی۔ وہ ٹھٹھک گئی۔ لاش پر شیر کے پنجوں کے نشان صاف نظر آ رہے تھے۔

تو کیا رات کو وہاں شیر آیا تھا؟ شگفتہ کا دل خوف دھڑکنے لگا۔

آگے کیا ہوا۔۔۔؟

عنبر سے شگفتہ کی ملاقات کہاں ہوئی؟

شگفتہ اس جنگل سے نکل کر کہاں جا پہنچی؟

ماریا اور ناگ چین سے چل کر کدھر گئے؟

اس کے لیے اسی ناول کی اگلی قسط ۳۶ ویں قسط

''پراسرار پالکی'' ملاحظہ فرمائیں